پہلی مرتبہ

تشکیل جدید اور اضافہ عنوانات کے ساتھ

تفسیر عثمانی

ترجمہ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

سورۃ طٰہٰ

اضافہ عنوانات و تشکیل جدید

جناب محمد ولی رازی صاحب

داماد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

Brought To You By www.e-iqra.info

سُوْرَةُ طٰهٰ

سُوْرَةُ طٰهٰ ۲۰ مکیۃ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	اٰیاتہا ۱۳۵ رکوعاتہا ۸
سورہ طٰہٰ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	ایک سو پینتیس آیتیں ہیں اور آٹھ رکوع

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۝۲ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝۳ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ

اس واسطے نہیں اتارا ہم نے تجھ پر قرآن کہ تو محنت میں پڑے مگر نصیحت کے واسطے اس کی جو ڈرتا ہے ف۱ اتارا ہوا ہے اس کا جس نے بنائی

الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۝۴ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝۵ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

زمین اور آسمان اونچے ف۲ وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا ف۳ اسی کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور

مَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝۶ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفَى ۝۷ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

ان دونوں کے درمیان اور نیچے گیلی زمین کے ف۴ اور اگر تو بات کہے پکار کر تو اس کو تو خبر ہے چھپی ہوئی بات کی اور اس سے بھی چھپی ہوئی کی ف۵ اللہ ہے جس کے سوا

هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝۸ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝۹ اِذْ رَاَ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا

بندگی نہیں کسی کی اسی کے ہیں سب نام خاصے ف۶ اور پہنچی ہے تجھ کو بات موسیٰ کی ف۷ جب اس نے دیکھی ایک آگ تو کہا اپنے گھر والوں کو ٹھہرو

اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝۱۰ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰٓى ۝۱۱

میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤں تمہارے پاس اس میں سے سلگا کر یا پاؤں آگ پر پہنچکر رستہ کا پتہ پھر جب پہنچا آگ کے پاس آواز آئی اے موسیٰ ف۸

(۱) **قرآن مشقت کے لئے نہیں** یعنی قرآن کریم اس لئے اتارا گیا ہے کہ جن کے دل نرم ہوں اور خدا سے ڈرتے ہوں، وہ اس کے بیانات سے نصیحت حاصل کریں اور روحانی فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں۔ یہ غرض نہیں کہ قرآن نازل کر کے خواہ مخواہ تم کو کسی محنت شاقہ اور تکلیف شدید میں مبتلا کیا جائے، نہ وہ ایسی چیز ہے جس کا حامل و عامل کبھی محروم و ناکام رہے۔ آپ تکذیب کرنیوالوں کی باتیں سن کر ملول اور تنگدل نہ ہوں نہ ان کے پیچھے پڑ کر زیادہ تکلیف اٹھائیں۔ حق کا علمبردار ہی آخر کامیاب ہو کر رہیگا۔ آپ توسط کے ساتھ عبادت کرتے رہئے۔ بعض روایات میں ہے کہ ابتداءً نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب کو نماز میں کھڑے ہو کر بہت زیادہ قرآن پڑھتے تھے۔ کفار آپ کی محنت و ریاضت دیکھ کر کہتے کہ قرآن کیا اترا، بیچارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سخت تکلیف اور محنت میں پڑ گئے۔ اس کا جواب ان آیات میں دیا گیا کہ فی الحقیقت قرآن محنت و شقاء نہیں۔ رحمت و نور ہے، جس کو جتنا آسان ہو اسی قدر نشاط کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

(۲) **قرآن خالق کا کلام ہے** اس لئے ضروری ہے کہ مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اس کو اپنے سر آنکھوں پر رکھے اور شہنشاہانہ احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔

(۳) **عرش الٰہی** استواء علی العرش کا مفصل بیان سورۂ "اعراف" کے فوائد میں دیکھ لیا جائے "عرش" کے متعلق نصوص سے اس

ف۱ ہے اس نے

Brought To You By www.e-iqra.info

قدر ثابت ہوتا ہے کہ اُس کے پائے ہیں اور خاص فرشتے اٹھانے والے ہیں اور آسمانوں کے اُوپر قبہ کی طرح ہے۔ صاحب روح المعانی نے "عرش" اور "استواء علی العرش" پر اس آیت کے تحت میں نہایت مبسوط کلام کیا ہے۔ من شاء فلیراجعہ۔

(۴) **اللہ کی حکومت** یعنی وہی ایک خدا بلا شرکت غیرے آسمانوں سے زمین تک اور زمین سے تحت الثریٰ تک تمام کائنات کا مالک و خالق ہے۔ اُسی کی تدبیر و انتظام سے کل سلسلے قائم ہیں۔ (تنبیہ) آسمان و زمین کی درمیانی مخلوق سے یا تو کائنات جو مراد ہیں جو دائماً دونوں کے درمیان ہی رہتی ہیں۔ مثلاً ہوا، بادل وغیرہ اور یا وہ چیزیں بھی اس میں شامل ہوں جو اکثر ہوا میں پرواز کرتی ہیں جیسے پرند جانور اور "ثریٰ" (گیلی زمین) سے زمین کے نیچے کا طبقہ مراد ہے جو پانی کے قرب و اتصال کی وجہ سے تر رہتا ہے۔

(۵) **علم الٰہی کی وسعت** پہلے عموم قدرت و تصرف کا بیان تھا۔ اس آیت میں علم الٰہی کی وسعت کا تذکرہ ہے۔ یعنی جو بات زور سے پکار کر کہی جائے وہ اُس علام الغیوب سے کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے جس کو ہر کھلی چھپی بلکہ چھپی سے زیادہ چھپی ہوئی باتوں کی خبر ہے۔ جو بات تنہائی میں آہستہ کہی جائے، اور جو دل میں گذرے ابھی زبان تک نہ آئی ہو اور جو ابھی دل میں بھی نہیں گذری آئندہ گذرنے والی ہو حق تعالیٰ کا علم اُن سب کو محیط ہے۔ اسی لئے بلا ضرورت بہت زور سے چلا کر ذکر کرنے کو بھی علمائے شریعت نے منع کیا ہے۔ جن مواقع میں ذکر بآواز بلند منقول ہے یا بعض مصالح معتبرہ کی بناء پر تجربہ کاروں کے نزدیک نافع سمجھا گیا ہے، وہ عموم نہی سے مستثنیٰ ہونگے۔

(۶) **اللہ کے اسمائے حسنیٰ** آیات بالا میں جو صفات حق تعالیٰ کی بیان ہوئی ہیں (یعنی اُس کا خالق الکل، مالک علی الاطلاق، رحمان، قادر مطلق، اور صاحب علم محیط ہونا) اُن کا اقتضاء یہ ہے کہ الوہیت بھی تنہا اُسی کا خاصہ ہو۔ بجز اُس کے کسی دوسرے کے آگے سر عبودیت نہ جھکایا جائے۔ کیونکہ نہ صرف صفات مذکورہ بالا بلکہ کل عمدہ صفات اور اچھے نام اُسی کی ذات منبع الکمالات کے لئے مخصوص ہیں۔ کوئی دوسری ہستی اس شان و صفت کی موجود نہیں جو معبود بن سکے۔ نہ ان صفتوں اور ناموں کے تعدد سے اُس کی ذات میں تعدد آتا ہے۔ جیسا کہ بعض جہال عرب کا خیال تھا کہ مختلف ناموں سے خدا کو پکارنا دعوئے توحید کے مخالف ہے۔

(۷) **حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تفصیلی واقعہ اور اسکا ربط** یہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بہت بسط و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے تاکہ سامعین سمجھ جائیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن کی وحی بھیجنا کوئی انوکھی بات نہیں۔ جس طرح پیشتر موسیٰ علیہ السلام کو وحی مل چکی ہے، آپ کو بھی ملی، جیسے موسیٰ علیہ السلام کی وحی توحید وغیرہ کی تعلیم پر مشتمل تھی، آپ کی وحی میں بھی ان ہی اصول پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے تبلیغ حق میں جو صعوبات و شدائد برداشت کیں، آپ کو بھی برداشت کرنی پڑیں گی اور جس طرح اُن کو آخر کار کامیابی اور غلبہ نصیب ہوا اور دشمن مقہور و مخذول ہوئے، آپ بھی یقیناً غالب و منصور ہوں گے اور آپ کے دشمن تباہ و ذلیل کئے جائیں گے۔ چونکہ سورت کا آغاز انزال قرآن کے ذکر سے کیا گیا تھا اُس کے مناسب نبوت موسوی کے آغاز کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

(۸) **طور پر حضرت موسیٰ کو آگ کا نظر آنا** اس قصہ کے مختلف اجزاء سورہ قصص، سورہ طٰہٰ اور سورۂ اعراف میں سے جمع کئے جا سکتے ہیں۔ یہاں مدین سے مصر کی طرف واپسی کا واقعہ مذکور ہے۔ مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہو گیا تھا۔ کئی سال وہاں مقیم رہنے کے بعد حضرت موسیٰ نے مصر جانے کا ارادہ کیا۔ حاملہ بیوی ہمراہ تھی، رات اندھیری تھی، سردی کا شباب تھا، بکریوں کا گلہ بھی ساتھ لے کر چلے تھے۔ اس حالت میں راستہ بھول گئے۔ بکریاں متفرق ہو گئیں اور بیوی کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ اندھیرے میں سخت پریشان تھے سردی میں تاپنے کے لئے آگ موجود نہ تھی چقماق مارنے سے بھی آگ نہ نکلی۔ ان مصائب کی تاریکیوں میں دفعۃً دور سے ایک آگ نظر آئی۔ وہ حقیقت میں دنیوی آگ نہ تھی۔ اللہ کا نورِ جلال تھا یا حجاب ناری تھا جس کا ذکر مسلم کی حدیث میں آیا ہے، موسیٰ علیہ السلام نے ظاہری آگ سمجھ کر گھر والوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں شاید اس آگ کا ایک شعلہ لاسکوں

Brought To You By www.e-iqra.info

یا وہاں پہنچ کر کوئی راستہ کا پتہ بتلانے والا ملجائے۔ کہتے ہیں کہ اُس پاک میدان میں پہنچکر عجیب نظارہ دیکھا۔ ایک درخت میں زور شور سے آگ لگ رہی ہے۔ اور آگ جس قدر زور سے بھڑکتی ہے درخت اسی قدر زیادہ سرسبز ہوکر لہلہاتا ہے اور جوں جوں درخت کی سرسبزی و شادابی بڑھتی ہے آگ کا اشتعال تیز ہوتا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السّلام نے آگ کے قریب جانے کا قصد کیا کہ درخت کی کوئی شاخ جل کر گرے تو اٹھا لائیں، لیکن جتنا وہ آگ سے نزدیک ہونا چاہتے آگ دور ہٹتی جاتی اور جب گھبرا کر ہٹنا چاہتے تو آگ تعاقب کرتی۔

حق تعالیٰ کا خطاب اسی حیرت و دہشت کی حالت میں آواز آئی "اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ" گویا وہ درخت بلا تشبیہ اُس وقت غیبی ٹیلیفون کا کام دے رہا تھا۔ امام احمد نے وہب سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام نے جب "یا موسیٰ" سُنا تو کئی بار "لبیک" کہا اور عرض کیا کہ میں تیری آواز سنتا ہوں اور آہٹ پاتا ہوں مگر یہ نہیں دیکھتا کہ تو کہاں ہے۔ آواز آئی "میں تیرے اُوپر ہوں تیرے ساتھ ہوں تیرے سامنے ہوں تیرے پیچھے ہوں اور تیری جان سے زیادہ تجھ سے نزدیک ہوں۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السّلام ہر جہت سے اور اپنے ایک ایک بال سے اللہ کا کلام سُنتے تھے۔

اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾

میں ہوں تیرا رب سو اتار ڈال اپنی جوتیاں تو ہے پاک میدان طویٰ میں ف۹ اور میں نے تجھ کو پسند کیا ہے سو تو سنتا رہ جو حکم ہو ف۱۰

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ

میں جو ہوں اللہ ہوں کسی کی بندگی نہیں سوا میرے سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھ میری یادگاری کو ف۱۱ قیامت بیشک آنیوالی ہے میں مخفی

اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

رکھنا چاہتا ہوں اُسکو ف۱۲ تاکہ بدلہ ملے ہر شخص کو جو اُسنے کمایا ہے ف۱۳ سو کہیں تجھ کو نہ روک دے اُس سے وہ شخص جو یقین نہیں رکھتا اُسکا اور پیچھے پڑ رہا ہے اپنے مزوں کے پھر تو بھی ہلاک ہوگا ف۱۴

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا

اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ ف۱۵ بولا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں پر اور میرے اس میں

مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ

چند کام ہیں اور بھی ف۱۶ فرمایا ڈالدے اُسکو اے موسیٰ تو اُس کو ڈال دیا پھر اسی وقت وہ تو سانپ ہوگیا دوڑتا ہوا ف۱۷ فرمایا پکڑ لے اُس کو اور مت ڈر

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾

ہم ابھی پھیر دیں گے اُس کو پہلی حالت پر ف۱۸

(۹) **وادیٔ طُویٰ** "طُویٰ" اس میدان کا نام ہے۔ شاید وہ میدان پہلے سے متبرک تھا یا اب ہوگیا۔ موسیٰ علیہ السّلام کی جوتیاں ناپاک تھیں اس لئے اتروادی گئیں۔ باقی موزہ یا جوتہ پاک ہو تو اُس میں نماز پڑھ سکتے ہیں پورا مسئلہ فقہ میں دیکھنا چاہیئے۔

(۱۰) **حضرت موسیٰؑ سے کلام الٰہی** "پسند کیا ہے" یعنی تمام جہان میں سے نبوت و رسالت اور شرف مکالمہ کے لئے چھانٹ لیا اس لئے آگے جو احکام دیے جائیں انہیں غور و توجہ سے سُنو۔

(۱۱) **حضرت موسیٰؑ کو نماز کا حکم** اس میں خالص توحید اور ہر قسم کی بدنی و مالی عبادت کا حکم دیا۔ نماز چونکہ اہم العبادات تھی اس کا ذکر

Brought To You By www.e-iqra.info

خصوصیت سے کیا گیا اور اس پر بھی متنبہ فرمادیا گیا کہ نماز سے مقصود اعظم خدا تعالیٰ کی یادگاری ہے۔ گویا نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے اور ذکر اللہ (یاد خدا) کے متعلق دوسری جگہ فرمادیا۔ "وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ" یعنی کبھی بھول چوک ہو جائے تو جب یاد آجائے اُسے یاد کرو۔ یہ ہی حکم نماز کا ہے کہ وقت پر غفلت و نسیان ہو جائے تو یاد آنے پر قضا کرلے۔ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا۔

(۱۲) **قیامت کی گھڑی کا اخفاء** | یعنی اُس کے آنے کا وقت سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں، حتیٰ کہ اگر خود اپنے سے چھپانا ممکن ہوتا تو اپنے سے بھی مخفی رکھتا، لیکن یہ ممکن ہی نہیں۔ وفیہ من المبالغۃ کما فی الحدیث لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ وکما قال الشاعر ؎ غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دہم ۔۔ گوش رانیز حدیث تو شنیدن نہ دہم۔ اور اگر بہت سی مصالح باعث اظہار نہ ہوتیں تو جتنا اجمالی اظہار کیا گیا یہ بھی نہ کیا جاتا۔

(۱۳) **قیامت اعمال کی جزا کے لئے ہے** | یعنی قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو اُس کے نیک و بد کا بدلہ ملے اور مطیع و عاصی میں کوئی التباس و اشتباہ باقی نہ رہے یہ توحید و عبادت کے بعد عقیدہ معاد کی تعلیم ہوئی۔

(۱۴) **حضرت موسیٰ کو بری صحبت سے بچنے کا حکم** | نہ روک دے اُس سے یعنی قیامت پر یقین رکھنے سے یا نماز سے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو بُرے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کس شمار میں ہے۔ کذا فی الموضح۔ غرض یہ ہے کہ دنیا پرست کافر کی چاپلوسی یا زیادہ نرمی اور مداہنت اختیار نہ کی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ آدمی بلند مقام سے نیچے پٹک دیا جائے العیاذ باللہ۔

(۱۵) **لاٹھی کے بارے میں سوال** | یہاں سے منصب رسالت کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ چونکہ معجزات دیگر فرعون کی طرف بھیجے جانے والے تھے اس لئے اولاً معجزہ عصا کا ذکر فرماتے ہیں۔ یہ سوال کہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے، اس غرض سے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی لاٹھی کی حقیقت اور اُس کے منافع کو خوب مستحضر کرلیں تاجو خارق عادت چیز پیش آنے والی تھی اُس کا معجزہ ہونا پوری طرح واضح، مستحکم اور واقع فی النفس ہو۔ یعنی اس وقت خوب دیکھ بھال کر اور جانچ تول کر بتلاؤ، تمہارے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ مبادا سانپ بن جانے پر وہم کرنے لگو کہ شاید میں غلطی سے ہاتھ میں لاٹھی نہ لایا ہوں کچھ اور لے آیا ہوں۔ اللہ اکبر وللہ الحمد۔

(۱۶) **حضرت موسیٰ کا جواب** | یعنی اس میں شبہ کیا ہے۔ وہ ہی لاٹھی ہے جسے ہمیشہ ہاتھ میں رکھتا ہوں، اُس پر ٹیک لگاتا ہوں، بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں، دشمن کو اور موذی جانوروں کو دفع کرتا ہوں اور بہت سی ضرورتوں میں لاٹھی کا کام لیتا ہوں۔

(۱۷) **لاٹھی کا سانپ بن جانا** | یعنی لاٹھی کا زمین پر ڈالنا تھا کہ لاٹھی کی جگہ ایک اژدہا نظر آیا جو پتلے سانپ کی طرح تیزی سے دوڑتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام ناگہاں یہ انقلاب دیکھ کر بمقتضائے بشریت خوفزدہ ہو گئے۔

(۱۸) **حضرت موسیٰ کا طبعی خوف** | یعنی ہاتھ میں آکر پھر لاٹھی ہو جائے گی۔ کہتے ہیں ابتداء میں موسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کی ہمت نہ ہوتی تھی آخر کپڑا ہاتھ میں لپیٹ کر پکڑنے لگے۔ فرشتہ نے کہا "موسیٰ! کیا خدا اگر بچانا نہ چاہے تو یہ چیتھڑا تجھے بچا سکتا ہے؟" موسیٰ نے کہا۔ "نہیں لیکن میں کمزور مخلوق ہوں۔ اور ضعف سے پیدا کیا گیا ہوں"۔ پھر حضرت موسیٰ نے ہاتھ سے کپڑا ہٹا کر اژدھے کے منہ میں دیدیا۔ ہاتھ ڈالنا تھا کہ وہی لاٹھی ہاتھ میں دیکھی۔

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرَى ﴿۲۳﴾

اور ملالے اپنا ہاتھ اپنی بغل سے کہ نکلے سفید ہو کر بلا عیب ف۱۹ یہ نشانی دوسری تاکہ دکھاتے جائیں ہم تجھ کو اپنی نشانیاں بڑی ف۲۰

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً ع ۱۱ ۱۰

جا طرف فرعون کی کہ اُس نے بہت سر اٹھایا بولا اے رب کشادہ کر میرا سینہ ف۲۱ اور آسان کر میرا کام ف۲۲ اور کھول دے گرہ

Brought To You By www.e-iqra.info

مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِی ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖ

میری زبان سے کہ سمجھیں میری بات ف۲۳ اور دے مجھ کو ایک کام بٹانیوالا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی ف۲۴ اُس سے مضبوط کر

اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا

میری کمر اور شریک کر اُس کو میرے کام میں ف۲۵ کہ تیری پاک ذات کا بیاتھریں ہم بہت سا اور یاد کریں ہم تجھ کو بہت سا ف۲۶ تو تو ہے ہم کو خوب

بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤی ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ

دیکھتا ف۲۷ فرمایا ملا تجھ کو تیرا سوال اے موسیٰ ف۲۸ اور احسان کیا تھا ہمنے تجھ پر ایک بار اور بھی ف۲۹ جب حکم بھیجا ہم نے

اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤی ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ

تیری ماں کو جو آگے سُناتے ہیں ف۳۰ کہ ڈال اُس کو صندوق میں پھر اُس کو ڈال دے دریا میں پھر دریا اُس کو لے ڈالے کنارے پر

یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾

اُٹھالے اُس کو ایک دشمن میرا اور اُس کا ف۳۱ اور ڈال دی میں نے تجھ پر محبت اپنی طرف سے ف۳۲ اور تاکہ پرورش پائے تو میری آنکھ کے سامنے ف۳۳

(۱۹) **ید بیضاء** یعنی ہاتھ گریبان میں ڈال کر اور بغل سے ملا کر نکالو گے تو نہایت روشن سفید چمکتا ہوا نکلیگا۔ اور یہ سفیدی برص وغیرہ کی نہ ہوگی جو عیب سمجھی جائے۔

(۲۰) یعنی عصا اور ید بیضاء کے معجزے اُن نشانیوں میں سے دو ہیں جن کا دکھلانا تم کو منظور ہے۔

(۲۱) **حضرت موسیٰؑ کی دُعاء** یعنی حلیم و بردبار اور حوصلہ مند بنادے کہ خلاف طبع دیکھ کر جلد خفا نہ ہوں اور ادائے رسالت میں جو سختیاں پیش آئیں اُن سے نہ گھبراؤں بلکہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے برداشت کروں۔

(۲۲) یعنی ایسے سامان فراہم کردے کہ یہ عظیم الشان کام آسان ہو جائے۔

(۲۳) زبان لڑکپن میں جل گئی تھی (جس کا قصہ تفاسیر میں ہے) صاف نہ بول سکتے تھے، اس لئے یہ دعاء کی۔

(۲۴) یہ عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔

(۲۵) یعنی دعوت و تبلیغ کے کام میں ایک دوسرے کا معین و مددگار ہو۔

(۲۶) یعنی دونوں مل کر دعوت و تبلیغ کے موقع پر بہت زور شور سے تیری پاکی اور کمالات بیان کریں۔ اور مواضع دعوت سے قطع نظر جب ہر ایک کو دوسرے کی معیت سے تقویت قلب حاصل ہوگی تو اپنی خلوتوں میں نشاط و طمانیت کے ساتھ تیرا ذکر بکثرت کر سکیں گے۔

(۲۷) یعنی ہمارے تمام احوال کو خوب دیکھ رہا ہے اور جو دعا میں کر رہا ہوں یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ اس کا قبول فرمانا ہمارے لئے کہاں تک مفید ہوگا اگر تجھے ہمارے حال و استعداد کی پوری خبر نہ ہوتی تو نبوت و رسالت کے لئے ہم کو منتخب ہی کیوں کرتا اور ایسے سخت دشمن (فرعون) کی طرف کیوں بھیجتا یقیناً جو کچھ آپ نے کیا خوب دیکھ بھال کر کیا ہے۔

(۲۸) **دعاء کی قبولیت** یعنی جو کچھ تم نے مانگا خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو دیا گیا۔

(۲۹) یعنی ہم تو پہلے ایک مرتبہ بے مانگے تجھ پر بڑا بھاری احسان کر چکے ہیں، پھر اب ایک مناسب چیز مانگنے پر کیوں نہ دینگے۔

(۳۰) **حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا قصہ** یعنی خواب میں یا بیداری میں بطور الہام کے یا اُس زمانہ کے کسی نامعلوم الاسم نبی کی زبانی تیری ماں کو وہ حکم بھیجا جس کا بھیجنا مناسب تھا۔ (اُس کی تفصیل آگے مذکور ہے "اَنِ اقْذِفِیْهِ الخ") (تنبیہ) لفظ "ایحاء" سے حضرت موسیٰ کی والدہ کا نبیہ ہونا

Brought To You By www.e-iqra.info

ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ تقریر بالا سے ظاہر ہے۔ نبی وہ ہے جس کی طرف احکام کی وحی آئے اور اُن کی تبلیغ کا مامور ہو۔ یہاں یہ تعریف صادق نہیں آتی

(۳۱) **بچّہ کو دریا میں ڈالنے کا حکم** یعنی موسیٰ کو (جو اُس وقت نوزائیدہ بچہ تھے) صندوق میں رکھ کر صندوق کو دریا میں چھوڑ دے۔ دریا کو ہمارا حکم ہے کہ اُسے بحفاظت تمام ایک خاص کنارہ پر لگائے گا جہاں سے اُس کو وہ شخص اُٹھالیگا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچّہ کا بھی واقعہ یہ ہے کہ فرعون اُس سال منجموں کے کہنے سے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو چُن چُن کر قتل کر رہا تھا۔ جب موسیٰ پیدا ہوئے اُن کی والدہ کو خوف ہوا کہ فرعون کے سپاہی خبر پائیں گے تو بچہ کو مار ڈالیں گے اور والدین کو بھی ستائیں گے کہ ظاہر کیوں نہیں کیا اُس وقت حق تعالیٰ کی طرف سے یہ تدبیر الہام ہوئی۔ موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ نے صندوق نہر میں ڈال دیا۔ دریا کی ایک شاخ فرعون کے باغ میں گذرتی تھی اُس میں سے ہو کر صندوق کنارے جا لگا، فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے (جو نہایت پاکباز اسرائیلی خاتون تھی) بچّہ کو اٹھا کر فرعون کے سامنے پیش کیا کہ آؤ ہم تم اسے بیٹا بنالیں۔ فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی۔ گو اُس نے بیٹا بنانے سے انکار کیا (جیسا کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے) مگر آسیہ کی خاطر سے بیٹوں کی طرح پرورش کیا اور اس طرح حق تعالیٰ کی عجیب و غریب قدرت کا ظہور ہوا۔ (تنبیہ) فرعون کو خدا کا دشمن اس لئے کہا کہ وہ حق کا دشمن تھا اور خدا کے بالمقابل خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور موسیٰ کا دشمن اس لئے فرمایا کہ فی الحال تمام اسرائیلی بچوں کے ساتھ سخت دشمنی کر رہا تھا۔ اور آئندہ چل کر خاص موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ علانیہ دشمنی کا اظہار کرنیوالا تھا۔

(۳۲) **حضرت موسیٰؑ پر القائے محبّت** یعنی ہمنے اپنی طرف سے اُس وقت مخلوق کے دلوں میں تیری محبّت ڈالدی کہ جو دیکھے محبت اور پیار کرے یا اپنی ایک خاص محبت تجھ پر ڈالدی کہ تو محبوبِ خدا بن گیا۔

پھر جس سے خدا محبت کرے بندے بھی محبت کرنے لگتے ہیں۔

(۳۳) یعنی لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈال دینا اس غرض سے تھا کہ ہماری نگرانی و حفاظت میں تیری پرورش کی جائے۔ ایسے سخت دشمن کے گھر میں تربیت پاتے ہوئے بھی کوئی تیرا بال بیکا نہ کر سکے۔

إِذْ تَمْشِيٓ أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُۥ ۖ فَرَجَعْنَٰكَ إِلَىٰٓ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا

جب چلنے لگی تیری بہن اور کہنے لگی میں بتاؤں تم کو ایسا شخص جو اُس کو پالے پھر پہنچا دیا ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس کہ ٹھنڈی رہے اُس کی آنکھ اور غم

تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَٰكَ مِنَ ٱلْغَمِّ وَفَتَنَّٰكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِىٓ أَهْلِ مَدْيَنَ

نہ کھائے ف۳۴ اور تو نے مار ڈالا ایک شخص کو پھر بچا دیا ہم نے تجھ کو اس غم سے ف۳۵ اور جانچا ہم نے تجھ کو ایک ڈر ف۳۶ پھر ٹھہرا رہا تو کئی برس مدین والوں میں

ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَٰمُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَٱصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِى ﴿٤١﴾ ٱذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِـَٔايَٰتِى وَلَا

پھر آیا تو تقدیر سے اے موسیٰ ف۳۷ اور بنایا میں نے تجھ کو خاص اپنے واسطے ف۳۸ جا تو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لیکر اور سستی

تَنِيَا فِى ذِكْرِى ﴿٤٢﴾ ٱذْهَبَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُۥ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُۥ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُۥ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾

نہ کریو میری یاد میں ف۳۹ جاؤ طرف فرعون کی اس نے بہت سر اٹھایا ف۴۰ سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچے یا ڈرے ف۴۱

قَالَا رَبَّنَآ إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَآ أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾

بولے اے رب ہمارے ہم ڈرتے ہیں کہ بھبک پڑے ہم پر یا جوش میں آجائے ف۴۲

لہ نکالا۔ سے تاکہ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۴) **ماں اور بچّے کا یکجا ہونا** پورا قصّہ دوسری جگہ آئیگا۔ حضرت موسیٰ کی والدہ صندوق نہر میں چھوڑنے کے بعد بمقتضائے بشریت بہت غمگین اور پریشان تھیں کہ بچہ کا کیا حشر ہوا ہوگا، معلوم نہیں زندہ ہے یا جانوروں نے کھالیا۔ حضرت موسیٰ کی بہن کو کہا کہ تو خفیہ طور پر پتہ لگا۔ ادھر مشیت ایزدی سے یہ سامان ہوا کہ حضرت موسیٰ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ بہت سی آنائیں بلائی گئیں، کامیابی نہ ہوئی۔ موسیٰ کی بہن جو تاک میں لگی ہوئی تھی، بولی کہ میں ایک عورت کو لا سکتی ہوں، اُمید ہے کہ وہ کسی طرح دودھ پلا کر بچہ کو پال سکے گی۔ حکم ہوا بلاؤ۔ وہ موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کو لیکر پہنچی۔ چھاتی سے لگاتے ہی بچّہ نے دودھ پینا شروع کر دیا۔ فرعون کے گھر بڑی خوشیاں منائی جانے لگیں۔ موسیٰ کی والدہ نے کہا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی اجازت دو کہ اپنے گھر لیجاؤں اور پوری حفاظت و اہتمام سے بچہ کو پرورش کروں۔ آخر فرعون کی طرف سے بطور دایہ کے بچہ کی تربیت پر مامور ہو کر اپنے گھر لے آئیں اور شاہانہ اعزاز و اکرام کے ساتھ موسیٰؑ کی تربیت میں لگی رہیں۔

(۳۵) **قبطی کا مارا جانا** یہ پورا قصّہ سورۂ قصص میں آئیگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جوان ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السّلام کے ہاتھ سے ایک قبطی مارا گیا تھا، موسیٰ علیہ السّلام ڈرے کہ دنیا میں پکڑا جاؤنگا اور آخرت میں بھی ماخوذ ہونگا۔ دونوں قسم کی پریشانی سے خدا تعالیٰ نے نجات دی اُخروی پریشانی سے اس طرح کہ توبہ کی توفیق بخشی جو قبول ہو گئی اور دنیوی سے اس طرح کہ موسیٰ علیہ السّلام کو مصر سے نکال کر مدین پہنچا دیا جہاں حضرت شعیب علیہ السّلام کی صاحبزادی سے اُنکا نکاح ہو گیا۔ پورا قصّہ دوسری جگہ آئیگا۔

(۳۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو کئی طرح جانچا جس میں تم کھرے ثابت ہوئے۔ (تنبیہ) اس موقع پر مفسرین نے حدیث الفتون کے عنوان سے ایک نہایت طویل روایت ابن عباس کی نقل کی ہے جس کے متعلق حافظ ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں۔ "وَھُوَ موقوفٌ مِن کلام ابن عباس ولیس فیہ مرفوع الا قلیل منہ وکانہ تلقّاہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مما اُبیحَ نقلہ من الاسرائیلیات من کعب الاحبار وغیرہ واللہ اعلم وسمعت شیخنا الحافظ ابا الحجاج المزّی یقول ذلک ایضًا"

(۳۷) **تقدیر کا غالب آنا** یعنی اب مدین سے نکل کر راستہ بھولا اور تقدیر سے یہاں پہنچ گیا جس کا تجھے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ سچ ہے۔ خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے۔ احوال ۔ کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ملجائے۔

(۳۸) یعنی اپنی وحی و رسالت کے لئے تیار کر کے اپنے خواص و مقربین میں داخل کیا اور جس طرح خود چاہا تیری پرورش کرائی۔

(۳۹) **ذکر اللہ کی تاکید** یعنی جس کام کے لئے بنائے گئے ہو، وقت آگیا ہے کہ اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لے کر اُس کے لئے نکل کھڑے ہو اور جو دلائل و معجزات تم کو دیے گئے ہیں ضرورت کے وقت ظاہر کرو۔ چونکہ موسیٰ علیہ السّلام پیشتر دعا کرتے وقت کہہ چکے تھے "کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا وَّنَذْکُرَکَ کَثِیْرًا" یہاں "وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ" کہہ کر وہ بات یاد دلادی۔ یعنی اللہ کے نام کی تبلیغ میں پوری مستعدی دکھلاؤ اور تمام احوال و اوقات میں عموماً اور دعوت و تبلیغ کے وقت خصوصاً اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ کہ اہل اللہ کے لئے کامیابی کا بڑا ذریعہ اور دشمن کے مقابلہ میں بہترین ہتھیار یہی ہے۔ حدیث میں ہے وانّ عبدی کل عبدی الذی یذکرنی وھو مناجز قرنہ۔

(۴۰) **فرعون کی طرف بھیجا جانا** پہلے جانے کا حکم دیا تھا۔ اب مقام بتلادیا۔ کہ کہاں کس کے پاس جانا ہے اور جملہ آگے آنے والے کلام کی تمہید ہے۔

(۴۱) **فرعون سے نرم گفتگو کی تعلیم** یعنی دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے وقت نرم، آسان رقت انگیز اور بلند بات کہو۔ گو اُس کے تمرد و طغیان کو دیکھتے ہوئے قبول کی امید نہیں۔ تاہم تم یہ خیال کر کے کہ ممکن ہے کہ وہ کچھ سوچ سمجھ کر نصیحت حاصل کرلے یا اللہ کے جلال و جبروت کو سُن کر ڈر جائے اور فرمانبرداری کی طرف جُھک پڑے۔ گفتگو نرمی سے کرو۔ اس سے دعاۃ و مبلغین کے لئے بہت بڑا دستور العمل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہے۔ "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ

Brought To You By www.e-iqra.info

"بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ" (نحل۔ رکوع ۱۶)۔

(۴۲) **حضرت موسیٰ وہارون کا اندیشہ** یعنی اُس کے ڈرنے کی اُمید تو بعد کو ہوگی، فی الحال اپنی بے سروسامانی اور اُس کے جاہ وجلال پر نظر کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ وہ ہماری بات سُننے کے لئے آمادہ بھی ہوگا یا نہیں۔ ممکن ہے ہماری پوری بات سننے سے پہلے ہی وہ بھبک پڑے یا سننے کے بعد غصہ میں بپھر جائے اور تیری شان میں زیادہ گستاخی کرنے لگے۔ یا ہم پر دست درازی کرے جس سے اصل مقصد فوت ہوجائے (تنبیہ) موسیٰ علیہ السّلام کے اس خوف اور شرح صدر میں کچھ منافات نہیں۔ کاملین بلاء کے نزول سے پہلے ڈرتے ہیں اور استعاذہ کرتے ہیں۔ لیکن جب آپڑتی ہے اس وقت پورے حوصلہ اور کشادہ دلی سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی ﴿۴۶﴾ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ

فرمایا نہ ڈرو میں ساتھ ہوں تمہارے سُنتا ہوں اور دیکھتا ہوں ف۴۳ سو جاؤ اُس کی پاس اور کہو ہم دونوں بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے سو بھیج دے ہمارے ساتھ بنی

اِسْرَآءِیْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿۴۷﴾ اِنَّا

اسرائیل کو اور مت ستا اُن کو ف۴۴ ہم آئے ہیں تیرے پاس نشانی لیکر تیرے رب کی ف۴۵ اور سلامتی ہو اُس کی جو مانے راہ کی بات ہم

قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ

کو حکم ملا ہے کہ عذاب اُس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ پھیرے ف۴۶ بولا پھر کون ہے رب تم دونوں کا اے موسیٰ ف۴۷ کہا رب ہمارا وہ ہے جس

اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ

نے دی ہر چیز کو اُس کی صورت پھر راہ سجھائی ف۴۸ بولا پھر کیا حقیقت ہے اُن پہلی جماعتوں کی کہا اُن کی خبر میرے رب کے پاس لکھی ہوئی ہے

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ

نہ بہکتا ہے میرا رب اور نہ بھولتا ہے ف۴۹ وہ ہے جس نے بنا دیا تمہارے واسطے زمین کو بچھونا اور چلا دیں تمہارے لئے اُس میں راہیں ف۵۰ اور اُتارا

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾

آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اُس سے طرح طرح کی سبزی ف۵۱

(۴۳) **حق تعالیٰ کی معیّت** یعنی جو باتیں تمہارے اور اُس کے درمیان ہونگی یا جو معاملات پیش آئیں گے وہ سب میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں میں کسی وقت تم سے جدا نہیں، میری حمایت ونصرت تمہارے ساتھ ہے۔ گھبرانے اور فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۴۴) **فرعون کو پیغامِ دعوت** اس میں تین چیزوں کی طرف دعوت دی گئی۔ (۱) فرعون کا اور سب مخلوقات کا کوئی رب ہے جو رسول بھیجتا ہے (۲) ہم دونوں اس کے رسول ہیں لہٰذا ہماری اطاعت اور رب کی عبادت کرنی چاہیئے۔ گویا اس جملہ میں اصل ایمان کی دعوت دی گئی اسی کو "نازعات" میں اس طرح ادا کیا ہے۔ "فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓی اَنْ تَزَكّٰی وَاَهْدِیَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخْشٰی" آگے (۳) تیسری چیز وہ ہے جس کی اُس وقت خاص ضرورت تھی۔ یعنی بنی اسرائیل کو فرعونیوں کی ذلّت آمیز اور درد انگیز غلامی سے نجات دلانا۔ مطلب یہ ہے کہ اس شریف ونجیب الاصل خاندان پر ظلم وستم مت توڑ اور ذلیل ترین غلامی سے آزادی دے کر ہمارے ساتھ کر دے۔ جہاں چاہیں آزادانہ زندگی بسر کریں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۵) یعنی ہمارا دعویٰ رسالت بے دلیل نہیں۔ بلکہ اپنی صداقت پر خدائی نشان لیکر آئے ہیں۔

(۴۶) یعنی جو ہماری بات مان کر سیدھی راہ چلیگا اُس کے لئے دونوں جہان میں سلامتی ہے۔ اور جو تکذیب یا اعراض کریگا اس کے لئے عذاب یقینی ہے۔ خواہ صرف آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ اب تم اپنا انجام سوچ کر جو راستہ چاہو اختیار کرلو۔

(۴۷) **فرعون کا سوال** یعنی تم اپنے کو جس رب کا بھیجا ہوا بتلاتے ہو وہ رب کون ہے اور کیسا ہے (اس سوال سے مترشح ہوتا ہے کہ فرعون دہری عقیدہ کی طرف مائل ہوگا یا محض دق کرنے کے لئے ایسا سوال کیا ہو)۔

(۴۸) **وجود صانع کی تقریر** یعنی ہر چیز کو اُس کی استعداد کے موافق شکل صورت، قویٰ، خواص وغیرہ عنایت فرمائے۔ اور کمالِ حکمت سے جیسا بنانا چاہیئے تھا بنایا۔ پھر مخلوقات میں سے ہر چیز کے وجود و بقا کے لئے جن سامانوں کی ضرورت تھی۔ مہیا کئے اور ہر چیز کو اپنی مادی ساخت اور روحانی قوتوں اور خارجی سامانوں سے کام لینے کی راہ سجھائی۔ پھر ایسا محکم نظام دکھلا کر ہم کو بھی ہدایت کردی کہ مصنوعات کے وجود سے صانع کے وجود پر کس طرح استدلال کرنا چاہیئے۔ فللہ الحمد والمنہ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی کھانے پینے کو ہوش دیا۔ بچہ کو دودھ پینا وہ نہ سکھائے تو کوئی نہ سکھا سکے۔

(۴۹) **فرعون کے سوال پر حضرت موسیٰ کا جواب** یعنی اگر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایسی روشن دلیلیں قائم ہوچکی ہیں اور جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو، وہ حق ہے تو گذشتہ اقوام کے متعلق کچھ بیان کرو، آخر ان میں سے بہتوں نے ایسی واضح دلائل کی موجودگی میں حق کو کیوں قبول نہ کیا؟ اور قبول نہ کرنے کی صورت میں کیا وہ سب کی سب تباہ کردی گئیں۔ اگر تم پیغمبر ہو تو سب اقوام کے تفصیلی حالات تم کو ضرور معلوم ہونے چاہئیں یہ سب لایعنی اور دور از کار قصے فرعون نے اس لئے چھیڑے کہ حضرت موسیٰ کے مضامین ہدایت کو ان فضول باتوں میں رلا دے۔ حضرت موسیٰ نے فرمادیا کہ پیغمبر کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہونا ضروری نہیں ہر قوم کے حالات کا تفصیلی علم حق تعالیٰ کو ہے۔ جو بعض مخفی مصالح کی بناء پر کتاب (لوح محفوظ) میں ثبت بھی کردیا گیا۔ اللہ کے علم سے نہ کوئی چیز ابتداءً غائب ہوسکتی ہے اور نہ علم میں آئی ہوئی چیز کو ایک سیکنڈ کے لئے بھول سکتا ہے۔ جو اعمال کسی قوم نے کسی وقت کئے ہیں سب کا ذرہ ذرہ حساب لکھا ہوا موجود ہے جو وقت پر پیش کردیا جائیگا۔

(۵۰) یعنی وادیوں دریاؤں اور پہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پر راہیں نکال دیں جن پر چل کر ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ سکتے ہو۔

(۵۱) **وجود باری تعالیٰ اور توحید کی تبلیغ** یعنی پانی کے ذریعہ سے طرح طرح کی سبزیاں، غلّے اور پھول پھل پیدا کردیے۔

ع ۲ ۱۱ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا

کھاؤ اور چراؤ اپنے چوپایوں کو ف۵۲ البتہ اس میں نشانیاں ہیں عقل رکھنے والوں کو ف۵۳ اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر پہنچا دیتے ہیں اور اسی سے نکالیں

نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰی ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

گے تم کو دوسری بار ف۵۴ اور ہم نے فرعون کو دکھلا دیں اپنی سب نشانیاں پھر اُس نے جھٹلایا اور نہ مانا ف۵۵ بولا کیا تو آیا ہے ہم کو نکالنے ہمارے ملک سے اپنے

بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ

جادو کے زور سے اے موسیٰ ف۵۶ سو ہم بھی لائینگے تیرے مقابلہ میں ایک ایسا ہی جادو سو ٹھہرا لے ہمارے اور اپنے بیچ میں ایک وعدہ نہ ہم خلاف کریں اُس کا اور نہ

اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾

تو ایک میدان صاف میں ف۵۷ کہا وعدہ تمہارا ہے جشن کا دن اور یہ کہ جمع ہوں لوگ دن چڑھے۔ ف۵۸

ف۱ لوٹا۔ ف۲ کریں لوگوں کو۔ کر لئے جاویں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۵۲) یعنی عمدہ غذائیں تم کھاتے ہو، جو تمہارے کام کی نہیں وہ اپنے مویشیوں کو کھلاتے ہو جن کی محنت سے ساری پیداوار حاصل ہوئی ہے۔

(۵۳) یہ فرمایا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو۔ یعنی اُس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھو۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لوگے کہ یہ مضبوط و محکم انتظامات یوں ہی بخت و اتفاق سے قائم نہیں ہو سکتے۔ گویا ان آیات میں وجود باری اور توحید کی طرف توجہ دلائی۔ آگے معاد کا ذکر ہے۔

(۵۴) **انسان کا آغاز و انجام** سب کے باپ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے۔ پھر جن غذاؤں سے آدمی کا بدن پرورش پاتا ہے وہ بھی مٹی سے نکلتی ہیں، مرنے کے بعد بھی عام آدمیوں کو جلد یا بدیر مٹی میں ملجانا ہے۔ اسی طرح حشر کے وقت بھی اُن اجزاء کو جو مٹی میں مل گئے تھے دوبارہ جمع کر کے از سر نو پیدا کر دیا جائیگا اور جو قبروں میں مدفون تھے وہ اُن سے باہر نکالے جائیں گے۔

(۵۵) **فرعون کے لئے اتمام حجت** یعنی جو آیات اُس کو دکھلانا منظور تھیں، سب دکھلا دیں۔ مثلاً القائے عصا اور ید بیضاء وغیرہ مع اپنے متعلقات و تفاصیل کے۔ اس پر بھی بدبخت نہ مانا اور جحود و تکذیب پر اڑا رہا۔

(۵۶) **حضرت موسیٰؑ سے فرعون کا مناظرہ** فرعون نے یہ بات اپنی قوم "قبط" کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے نفرت اور اشتعال دلانے کے لئے کہی۔ یعنی موسیٰ کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ جادو کے زور سے ہم کو نکال باہر کرے اور ساحرانہ ڈھونگ بنا کر عوام کی جمعیت اپنے ساتھ کر لے اور اس طرح قبطیوں کے تمام املاک و اموال پر قابض ہو جائے۔

(۵۷) **حضرت موسیٰ کو مقابلے کی دعوت** یعنی تو اس ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہمارے یہاں بھی بڑے بڑے ماہر جادوگر موجود ہیں۔ بہتر ہوگا کہ اُن سے مقابلہ ہو جائے۔ پس جس دن اور جس جگہ مقابلہ کرنا چاہے تجھے اُس کی تعیین کا اختیار دیا جاتا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ جو وقت معین ہو جائے اُس سے کوئی فریق گریز نہ کرے اور جگہ ایسی ہو جہاں فریقین کو آنے اور بیٹھنے میں یکساں سہولت حاصل ہو۔ نشست وغیرہ میں راعی و رعایا، یا حاکم و محکوم اور بڑے چھوٹے کا کوئی سوال نہ ہو، ہر ایک فریق آزادی سے اپنی قوت کا مظاہرہ کر سکے اور میدان بھی کھلا ہوا ہموار اور صاف ہو کہ تماشہ دیکھنے والے سب بے تکلف مشاہدہ کر سکیں۔

(۵۸) **مقابلے کی تاریخ** پیغمبروں کے کام میں کوئی تلبیس و تلمیع نہیں ہوتی، اُن کا معاملہ کھلم کھلا صاف صاف ہوتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر ہے جو بڑا میلہ اور جشن تمہارے یہاں ہوتا ہے اُسی روز جب دن چڑھ جائے اُس وقت میدان مقابلہ قائم ہو۔ یعنی میلہ میں جہاں زیادہ سے زیادہ مخلوق جمع ہوگی اور دن کے اُجالے میں یہ کام کیا جائے، تا دیکھنے والے بکثرت ہوں اور روز روشن میں کسی کو اشتباہ و التباس نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کی غرض تھی۔ وہ چاہے کہ اُن کو ہرا دے سب کے روبرو، یہ چاہیں کہ وہ ہارے۔ جشن کا دن سارے مصر کے شہروں میں مقرر تھا فرعون کی سالگرہ کا۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

پھر اُلٹا پھرا فرعون پھر جمع کئے اپنے ساری داؤ پھر آیا ف۵۹ کہا اُن کو موسیٰ نے کم بختی تمہاری جھوٹ نہ بولو اللہ پر پھر غارت کر دے تم کو

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ

کسی آفت سے اور مراد کو نہیں پہنچا جس نے جھوٹ باندھا ف۶۰ پھر جھگڑے اپنے کام پر آپس میں اور چھپ کر کیا مشورہ ف۶۱ بولے مقرر یہ دونوں

لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا

جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ نکالدیں تم کو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور موقوف کرادیں تمہارے اچھے خاصے چلن کو ف۶۲ سو مقرر کر لو

Brought To You By www.e-iqra.info

كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا

اپنی تدبیر پھر آؤ قطار[1] باندھ کر اور جیت گیا آج جو غالب رہا ف۶۳ بولے اے موسیٰ یا تو تو ڈال اور یا

أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ

ہم ہوں پہلے ڈالنے والے کہا نہیں تم ڈالو ف۶۴ پھر تبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں آئیں ان کے

سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾

جادو سے کہ دوڑ رہی ہیں ف۶۵ پھر پانے لگا اپنے جی میں ڈر موسیٰ ف۶۶ ہمنے کہا تو مت ڈر مقرر تو ہی رہیگا غالب ف۶۷

وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ

اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ف۶۸ انکا بنایا ہوا تو فریب ہے جادوگر کا اور بھلا نہیں ہوتا جادوگر کا جہاں ہو[2] ف۶۹ پھر گر پڑے

السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ

جادوگر سجدہ میں بولے ہم یقین لائے رب پر ہارون اور موسیٰ کے ف۷۰ بولا فرعون تم نے اسکو مان لیا میں نے ابھی حکم نہ دیا تھا وہی

لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي

تمہارا بڑا ہے جس نے سکھلایا تم کو جادو ف۷۱ سو اب میں کٹواؤں گا تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں ف۷۲ اور سولی دونگا تم کو

جُذُوعِ النَّخْلِ ۖ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾

کھجور کے تنہ پر ف۷۳ اور جان لوگے ہم میں کس کا عذاب سخت ہے اور دیر تک رہنے والا ف۷۴

(۵۹) **فرعون کی تیاریاں** یعنی یہ طے کر کے فرعون مجلس سے اُٹھ گیا اور ساحروں کو جمع کرنے اور مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ہر قسم کی تدبیریں اور داؤ گھات کرنے لگا۔ اور آخر کار مکمل تیاری کے بعد پوری طاقت کے ساتھ وقت معین پر میدان مقابلہ میں حاضر ہو گیا۔ ساحروں کی بڑی فوج اس کے ہمراہ تھی، انعام واکرام کے وعدے ہو رہے تھے اور ہر طرح موسیٰ کو شکست دینے اور حق کو مغلوب کر لینے کی فکر تھی۔

(۶۰) **مقابلے کے دن حضرت موسیٰ کی نصیحت** معلوم ہوتا ہے کہ اُس مجمع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر شخص کو اُس کے حسب حال نصیحت فرمائی۔ چونکہ جادوگر حق کا مقابلہ جادو سے کرنے والے تھے، اُن کو تنبیہ کر دی کہ دیکھو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو خدا کے نشانوں اور انبیاء کے معجزات کو سحر بتلانا اور بے حقیقت چیزوں کو ثابت شدہ حقائق کے مقابلہ میں پیش کرنا گویا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ جھوٹ باندھنے والوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوتا۔ بلکہ اندیشہ ہے کہ ایسے لوگوں پر کوئی آسمانی آفت آپڑے جو اُن کی بیخ وبنیاد تک نہ چھوڑے۔

(۶۱) **ساحروں کے باہمی مشورے** موسیٰ علیہ السلام کی تقریر نے ساحروں کی جماعت میں کھلبلی ڈال دی۔ آپس میں جھگڑنے لگے کہ اس شخص کو کیا سمجھا جائے۔ اس کی باتیں ساحروں ایسی معلوم نہیں ہوتیں۔ غرض باہم بحث ومناظرہ کرتے رہے اور سب سے الگ ہو کر اُنہوں نے مشورہ کیا۔ آخر اختلاف ونزاع کے بعد فرعون کے اثر سے متاثر ہو کر وہ کہا جو آگے مذکور ہے۔

[1] صف۔ [2] آوے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۶۲) یعنی تمہارا جو دین اور رسوم پہلے سے چلی آتی ہیں اُن کو مٹا کر اپنا دین اور طور و طریق رائج کر دیں اور جادو کے فن کو بھی جس سے ملک میں تمہاری عزت اور کمائی ہے، چاہتے ہیں کہ دونوں بھائی تم سے لے اڑیں اور تن تنہا خود اس پر قابض ہو جائیں۔

(۶۳) مقابلے کا عزم یعنی موقع کی اہمیت کو سمجھو، وقت کو ہاتھ سے نہ دو، پوری ہمت و قوت سے سب مل کر ان کے گرانے کی تدبیر کرو۔ اور دفعۃً ایسا متفقہ حملہ کر دو کہ پہلے ہی وار میں ان کے قدم اکھڑ جائیں کہ آج کا معرکہ فیصلہ کن معرکہ ہے، آج کی کامیابی دائمی کامیابی ہے۔ جو فریق آج غالب رہیگا وہ ہمیشہ کے لئے منصور و مفلح سمجھا جائیگا۔

(۶۴) مقابلے کا آغاز موسیٰ علیہ السلام نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا کہ نہیں، تم پہلے اپنے حوصلے نکال لو اور اپنے کرتب دکھا لو تا باطل کی زور آزمائی کے بعد حق کا غلبہ پوری طرح نمایاں ہو۔ یہ قصہ سورۂ اعراف میں گزر چکا وہاں کے فوائد ملاحظہ کر لئے جائیں۔

(۶۵) سحر کی حقیقت یعنی ساحرین کی نظر بندی سے موسیٰ علیہ السلام کو یوں خیال ہونے لگا کہ گویا رسیاں اور لاٹھیاں سانپوں کی طرح دوڑ رہی ہیں۔ اور واقع میں ایسا نہ تھا۔

(۶۶) حضرت موسیٰ کا اندیشہ کہ جادوگروں کا یہ سوانگ دیکھ کر کہیں بے وقوف لوگ دھوکہ میں نہ پڑ جائیں اور سحر و معجزہ میں فرق نہ کر سکیں۔ ایسی صورت میں حق کا غلبہ واضح نہ ہوگا۔ خوف کا یہ مطلب آگے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۶۷) یعنی ڈر کو دل سے نکال دو۔ اس قسم کے وسوسے مت لاؤ، اللہ تعالیٰ حق کو غالب اور سربلند رکھنے والا ہے۔

(۶۸) عصاء کو زمین پر ڈالنے کا حکم یعنی اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو۔ جو ان کے بنائے ہوئے سوانگ کا ایک دم لقمہ کر جائے گی۔

(۶۹) جادوگر فلاح نہیں پاتا یعنی جادوگر کے ڈھکوسلے چاہے کہیں ہوں اور کسی حد تک پہنچ جائیں، حق کے مقابل کامیاب نہیں ہو سکتے نہ جادوگر کبھی فلاح پا سکتا ہے۔ اسی لئے حدیث میں ساحر کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔

(۷۰) جادوگروں کا ایمان لانا ساحرین فن کے جاننے والے تھے۔ اصول فن کے اعتبار سے فوراً سمجھ گئے کہ یہ سحر نہیں ہو سکتا یقیناً سحر سے اُوپر کوئی اور حقیقت ہے۔ دل میں ایمان آیا اور سجدہ میں گر پڑے۔ یہ قصہ سورۂ اعراف میں گذر چکا۔

(۷۱) فرعون کی بیچارگی اور غصہ یعنی ہم سے بے پوچھے ہی ایمان لے آئے۔ ہمارے فیصلہ کا بھی انتظار نہ کیا۔ معلوم ہو گیا کہ یہ تمہاری اور موسیٰ کی ملی بھگت ہے۔ جنگ زرگری کر کے عوام کو دھوکہ دینا چاہتے ہو جیسا کہ سورہ اعراف میں گذرا۔

(۷۲) یعنی داہنا ہاتھ بایاں پاؤں، یا بایاں ہاتھ داہنا پاؤں۔

(۷۳) تاکہ تمہارا حال دیکھ کر سب عبرت حاصل کریں۔

(۷۴) فرعون کی دھمکیاں یعنی تم ایمان لا کر سمجھتے ہو کہ ہم ہی ناجی ہیں۔ اور دوسرے لوگ (یعنی فرعون اور اُس کے ساتھی) سب ابدی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ سو ابھی تم کو معلوم ہوا چاہتا ہے کہ کس کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا

وہ بولے ہم تجھ کو زیادہ نہ سمجھیں گے اُس چیز کو جو پہنچی ہم کو صاف دلیل اور اُس کو جس نے ہم کو پیدا کیا سو تو کر گذر جو تجھ کو کرنا ہے تو یہی

تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ﴿۷۲﴾ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ

کرے گا اس دنیا کی زندگی میں ہم یقین لائے ہیں اپنے رب پر تاکہ بخشے ہم کو ہمارے گناہ اور جو تو نے زبردستی کروایا ہم سے یہ جادو

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۷۴﴾

اور اللہ بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا بات یہی ہے کہ جو کوئی آیا اپنے رب کے پاس گناہ لیکر سو اُس کے واسطے دوزخ ہے نہ مرے اُس میں نہ جیوے

Brought To You By www.e-iqra.info

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ

کر لے نکل میرے بندوں کو رات سو پھر ڈال دے ان کے لئے سمندر میں رستہ سوکھا نہ خطرہ کر آپکڑنے کا اور نہ ڈر ڈوبنے سو پھر پیچھا کیا ان کا

فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾

فرعون نے اپنے لشکروں کو لیکر پھر ڈھانپ لیا ان کو پانی نے جیسا کہ ڈھانپ لیا ف۸۰ اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ سمجھایا ف۸۱

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ

اے اولاد اسرائیل چھڑا لیا ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے اور وعدہ ٹھہرایا تم سے داہنی طرف پہاڑ کی اور اتارا تم پر

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ

من اور سلوٰی کھاؤ ستھری چیزیں جو روزی دی ہم نے تم کو اور نہ کرو اس میں زیادتی ف۸۲ پھر تو اتریگا تم پر میرا غصہ اور جس

وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

پر اترا میرا غصہ سو وہ پٹکا گیا ف۸۳

(۷۵) **جادوگروں کا ثبات و استقامت** یعنی ہم ایسے صاف دلائل کو تیری خاطر سے نہیں چھوڑ سکتے اور اپنے خالق حقیقی کی خوشنودی کے مقابلہ میں تیری کچھ پروا نہیں کر سکتے۔ اب جو تو کر سکتا ہے کر گذر۔ تیرا بڑا زور یہ ہی چل سکتا ہے کہ ہماری اس فانی زندگی کو ختم کر دے۔ سو کچھ مضائقہ نہیں ہم پہلے ہی دار الفنا کے مقابلہ میں دار القرار کو اختیار کر چکے ہیں۔ ہم کو اب یہاں کے رنج و راحت کی فکر نہیں۔ تمنا صرف یہ ہے کہ ہمارا مالک ہم سے راضی ہو جائے اور ہمارے عام گناہوں کو خصوصاً اس گناہ کو جو تیری حکومت کے خوف سے زبردستی کرنا پڑا (یعنی حق کا مقابلہ جادو سے) معاف فرما دے۔ کہتے ہیں کہ جادوگر حضرت موسیٰ کے نشان دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں۔ مقابلہ نہ کرنا چاہئے پھر فرعون کے ڈر سے کیا۔

(۷۶) یعنی جو انعام و اکرام تو ہم کو دیتا اس سے کہیں بہتر اور پائدار اجر مومنین کو خدا کے ہاں ملتا ہے۔

(۷۷) **اللہ کی نافرمانی کا انجام** یعنی انسان کو چاہئے کہ اوّل آخرت کی فکر کرے۔ لوگوں کا مطیع بن کر خدا کا مجرم نہ بنے۔ اس کے مجرم کا ٹھکانا بہت برا ہے جس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ دنیا کی تکلیفیں کتنی ہی شاق ہوں موت آکر سب کو ختم کر دیتی ہے۔ لیکن کافر کو دوزخ میں موت بھی نہیں آئیگی جو تکالیف کا خاتمہ کر دے اور جینا بھی جینے کی طرح کا نہ ہوگا، زندگی ایسی ہوگی کہ موت کو ہزار درجہ اس پر ترجیح دے گا، العیاذ باللہ۔

(۷۸) **مومنین کے انعامات** مجرمین کے بالمقابل یہ مطیعین کا انجام بیان فرما دیا۔

(۷۹) یعنی پاک ہوا گندے خیالات، فاسد عقائد، رذیل اخلاق، اور برے اعمال سے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۰) **حضرت موسیٰؑ کو ہجرت کا حکم** جب فرعونیوں نے میدان مقابلہ میں شکست کھائی، ساحرین مشرف بایمان ہو گئے بنی اسرائیل کا پلّہ بھاری ہونے لگا۔ اور موسیٰ علیہ السّلام نے سالہا سال تک اللہ تعالیٰ کی آیات باہرہ دکھلا کر ہر طرح حجت تمام کر دی۔ اس پر بھی فرعون حق کو قبول کرنے اور بنی اسرائیل کو آزادی دینے پر آمادہ نہ ہوا۔ تب حق تعالیٰ نے حکم دیا کہ سب بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر رات کے وقت مصر سے ہجرت کر جاؤ تا اس طرح بنی اسرائیل کی مظلومیت اور غلامی کا خاتمہ ہو۔ راستہ میں سمندر (بحر قلزم) حائل ہو گا لیکن تم جیسے اولوالعزم پیغمبر کے راستہ میں سمندر کی موجیں حائل نہیں ہونی چاہئیں۔ اُن ہی کے اندر سے اپنے لئے خشک راستہ نکال لو۔ جس سے گذرتے ہوئے نہ غرق ہونے کا اندیشہ کرو۔ اور نہ اس بات کا کہ شاید دشمن پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آپکڑے۔

سمندر کے درمیان خشک راستہ چنانچہ موسیٰ علیہ السّلام نے اسی ہدایت کے موافق سمندر میں لاٹھی ماری جس سے پانی پھٹ کر راستہ نکل آیا۔ خدا نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین کو فوراً خشک کر دے۔ چنانچہ آناً فاناً سمندر کے بیچ میں خشک راستہ تیار ہو گیا جس کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہوئے تھے "فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ" بنی اسرائیل اس پر سے بے تکلف گذر گئے

فرعون کا تعاقب اور ہلاکت پیچھے سے فرعون اپنے عظیم الشان لشکر کو لئے تعاقب کرتا آ رہا تھا۔ خشک راستہ دیکھ کر اُدھر ہی گھس پڑا۔ جس وقت بنی اسرائیل عبور کر گئے اور فرعونی لشکر راستہ کے بیچوں بیچ پہنچا خدا تعالیٰ نے سمندر کو ہر طرف سے حکم دیا کہ ان سب کو اپنی آغوش میں لے لے۔ پھر کچھ نہ پوچھو کہ سمندر کی موجوں نے کس طرح اُن سب کو ہمیشہ کے لئے ڈھانپ لیا۔

(۸۱) یعنی دعوے تو زبان سے بہت کیا کرتا تھا "وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ" لیکن اُس نے اپنی قوم کو کیسا اچھا راستہ بتلایا۔ وہ ہی مثال سچی کر دی کہ "ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"۔ جو حال دنیا میں ہوا تھا وہ ہی آخرت میں ہو گا۔ یہاں سب کو لے کر سمندر میں ڈوبا تھا وہاں سب کو ساتھ لے کر جہنم میں گرے گا "يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ" (ھود۔ رکوع ۹)

(۸۲) **بنی اسرائیل کو نصیحت** یہ حق تعالیٰ بنی اسرائیل کو نصیحت فرماتے ہیں کہ دیکھو ہم نے تم پر کیسے کیسے احسان و انعام کئے چاہئے کہ اُن کا حق ادا کرو۔ کیا یہ تھوڑی بات ہے کہ ایسے سخت جابر و قاہر دشمن کے ہاتھوں سے تم کو نجات دی اور اُس کو کیسے عبرتناک طریقہ سے تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک کیا۔ پھر بتوسط حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے تم سے وعدہ ٹھہرا کہ مصر سے شام کو جاتے ہوئے کوہ "طور" کا جو مبارک و میمون حصّہ داہنے ہاتھ پڑتا ہے وہاں آؤ تو تم کو "تورات" عطا کی جائیگی "تیہ" کے لق و دق میدان میں تمہارے کھانے کے لئے من و سلویٰ اُتارا گیا۔ (جس کا ذکر سورہ بقرہ میں گذر چکا ہے) ان احسانات کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حلال طیب لذیذ اور ستھری چیزیں عنایت فرمائی ہیں انہیں شوق سے استعمال کرو۔ لیکن اس معاملہ میں حد سے نہ گذرو مثلاً ناشکری یا فضول خرچی کرنے لگو یا اس فانی تنعم پر اترانے لگو۔ یا اس میں سے حقوق واجبہ ادا نہ کرو۔ یا اللہ کی دی ہوئی دولت معاصی میں خرچ کرنے لگو۔ یا جہاں اور جس وقت جوڑ کر رکھنے کی ممانعت ہے وہاں جوڑنے کے پیچھے پڑ جاؤ۔ غرض خدا کی نعمتوں کو طغیان و عصیان کا آلہ نہ بناؤ۔

(۸۳) یعنی زیادتی کرو گے تو اللہ کا غضب تم پر نازل ہو گا اور ذلت و عذاب کے تاریک غاروں میں پٹک دیے جاؤ گے۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿۸۲﴾ وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿۸۳﴾

اور میری بڑی بخشش ہے اس پر جو توبہ کرے اور یقین لائے اور کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے ف۸۴ اور کیوں جلدی کی تو نے اپنی قوم سے اے موسیٰ

Brought To You By www.e-iqra.info

قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ

بولا وہ یہ آرہے ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی آیا تیری طرف اے میرے رب تاکہ تو راضی ہو ف۸۵ فرمایا ہمنے تو بچلا دیا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا

بہکایا اُن کو سامری نے ف۸۶ پھر الٹا پھرا موسیٰ اپنی قوم کے پاس غصہ میں بھرا پچتاتا ہوا کہا اے قوم کیا تم سے وعدہ نہ کیا تھا تمہارے رب نے

حَسَنًا ۙ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ

اچھا وعدہ کیا طویل ہوگئی تم پر مدت یا چاہا تم نے کہ اُترے تم پر غضب تمہارے رب کا اس لئے خلاف کیا تم نے

مَّوْعِدِىْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ

میرا وعدہ ف۸۷ بولے ہم نے خلاف نہیں کیا تیرا وعدہ اپنے اختیار سے و لیکن اُٹھوایا ہم سے بھاری بوجھ قوم فرعون کے زیور کا سو

فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۚ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ

ہم نے اُسکو پھینک دیا پھر اس طرح ڈھالا سامری نے ف۸۸ پھر بنا[1] نکالا اُنکے واسطے ایک بچھڑا ایک دھڑ[2] جسمیں آواز گائے کی پھر کہنے لگے یہ معبود ہے تمہارا

وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِىَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَ

اور معبود ہے موسیٰ کا سو وہ بھول گیا ف۸۹ بھلا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ وہ جواب تک نہیں دیتا اُنکو کسی بات کا اور اختیار نہیں رکھتا اُنکے بُرے کا اور نہ بھلے کا ف۹۰ اور

لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَ

کہا تھا اُن کو ہارون نے پہلے سے اے قوم بات یہی ہے کہ تم بہک گئے اِس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری راہ چلو اور

اَطِيْعُوْٓا اَمْرِىْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

مانو بات میری ف۹۱ بولے ہم برابر اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک لوٹ کر آئے ہمارے پاس موسیٰ ف۹۲

(۸۴) مغضوبین کے بالمقابل یہ مغفورین کا بیان ہوا۔ یعنی کتنا ہی بڑا مجرم ہو اگر سچے دل سے تائب ہو کر ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کرلیں اور اسی پر موت تک مستقیم رہے تو اللہ کے یہاں بخشش اور رحمت کی کمی نہیں۔

(۸۵) **کوہ طور پر حضرت موسیٰ کی عجلت** حضرت موسیٰ علیہ السلام حسب وعدہ نہایت اشتیاق کے ساتھ کوہ طور پہنچے۔ شاید قوم کے بعض نقباء کو بھی ہمراہ لیجانے کا حکم ہوگا۔ وہ ذرا پیچھے رہ گئے۔ حضرت موسیٰ شوق میں آگے بڑھے چلے گئے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! ایسی جلدی کیوں کی کہ قوم کو پیچھے چھوڑ آئے۔ عرض کیا کہ اے پروردگار! تیری خوشنودی کے لئے جلد حاضر ہوگیا اور قوم بھی کچھ زیادہ دور نہیں یہ میرے پیچھے چلی آرہی ہے۔ کذا فی التفاسیر ویحتمل غیر ذلک واللہ اعلم۔

(۸۶) **قوم کو سامری کا بہکانا** یعنی تم تو ادھر آئے اور ہم نے تیری قوم کو ایک سخت آزمائش میں ڈال دیا، جس کا سبب عالم اسباب میں سامری بنا ہے۔ کیونکہ اسی کے اغواء و اضلال سے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں بڑا پوجنا شروع کیا تھا۔ جس کا قصہ سورہ اعراف میں گذر چکا ہے۔ (تنبیہ) سامری کا نام بھی بعض کہتے ہیں موسیٰ تھا۔ بعض کے نزدیک یہ اسرائیلی تھا بعض کے نزدیک قبطی بہرحال جمہور کی رائے یہ ہے کہ یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کا منافق تھا اور منافقین کی طرح فریب اور چالبازی

[1] بنا کھڑا کیا۔ [2] بدن۔

Brought To You By www.e-iqra.info

سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں رہتا تھا۔ ابن کثیر کی روایت کے موافق کتب اسرائیلیہ میں اس کا نام ہارون ہے۔

(۸۷) **قوم پر حضرت موسیٰؑ کا غصہ** یعنی میرے اتباع میں تم کو دینی و دنیوی ہر طرح کی بھلائی پہنچے گی۔ چنانچہ بہت سی عظیم الشان بھلائیاں ابھی ابھی تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور جو باقی ہیں وہ بھی عنقریب ملنے والی ہیں کیا اس وعدہ کو بہت زیادہ مدت گذر گئی تھی کہ تم پچھلے احسانات کو بھول گئے اور اگلے انعامات کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہو؟ یا جان بوجھ کر تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ اور دین توحید پر قائم نہ رہ کر خدا کا غضب مول لیا۔ (کذا فسرہٗ ابن کثیر رحمہ اللہ) یا یہ مطلب لیا جائے کہ تم سے حق تعالیٰ نے تیس چالیس روز کا وعدہ کیا تھا کہ اتنی مدت موسیٰ علیہ السلام "طور" پر معتکف رہیں گے، تب تورات شریف ملے گی۔ تو کیا بہت زیادہ مدت گذر گئی کہ تم انتظار کرتے کرتے تھک گئے؟ اور گوسالہ پرستی اختیار کر لی، یا عمداً یہ حرکت کی ہے تا غضب الٰہی کے مستحق بنو۔ اور "اخلفتم موعدی" سے مراد وہ وعدہ ہے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا کہ آپ ہم کو خدا کی کتاب لا دیجئے ہم اسی پر عمل کیا کریں گے۔ اور آپ کے اتباع پر مستقیم رہیں گے۔

(۸۸) **زیورات اور سونے کا بچھڑا** یعنی ہم نے اپنے اختیار سے از خود ایسا نہیں کیا، یہ حرکت ہم سے سامری نے کرائی۔ صورت یہ ہوئی کہ قوم فرعون کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اسے کیا کریں۔ وہ ہم نے باہمی مشورہ کے بعد اپنے سے اُتار پھینکا۔ اُس کو آگ میں پگھلا کر سامری نے ڈھال لیا اور بچھڑے کی صورت بنا کر کھڑی کر دی۔ یہ قصہ سورہ اعراف میں گذر چکا ہے وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔ (تنبیہ) قوم فرعون کے یہ زیورات کس طرح بنی اسرائیل کے ہاتھ آئے تھے؟ یا اُن سے مستعار لئے تھے یا مال غنیمت کے طور پر ملے یا اور کوئی صورت ہوئی۔ اس میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ کوئی صورت بھی ہو، بنی اسرائیل اُن کا استعمال اپنے لئے جائز نہیں سمجھتے تھے، لیکن غضب ہے کہ اُس کا بُت بنا کر پوجنا جائز سمجھا۔

(۸۹) یعنی موسیٰ سے بھول ہوئی کہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے طور پر گئے۔ خدا تو یہاں موجود ہے۔ یعنی یہ ہی بچھڑا الٰہ ہے والعیاذ باللہ۔ شاید یہ قول انہیں سے سخت غالیوں کا ہوگا۔

(۹۰) یعنی اندھوں کو اتنی موٹی بات بھی نہیں سوجھتی کہ جو مورتی نہ کسی سے بات کر سکے نہ کسی کو ادنیٰ ترین نفع نقصان پہنچانے کا اختیار رکھے، وہ معبود یا خدا کس طرح بن سکتی ہے۔

(۹۱) **قوم کو حضرت ہارون کی تنبیہ** یعنی حضرت ہارون نرمی سے زبانی فہمائش کر چکے تھے کہ جس بچھڑے پر تم مفتون ہو رہے ہو، وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تمہارا پروردگار اکیلا رحمان ہے۔ جس نے اب تک خیال کرو کس قدر رحمتوں کی بارش تم پر کی ہے۔ اُسے چھوڑ کر کدھر جا رہے ہو۔ میں موسیٰ کا جانشین ہوں اور خود نبی ہوں۔ اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو لازم ہے کہ میری راہ چلو اور میری بات مانو۔ سامری کے اغواء میں مت آؤ۔

(۹۲) **قوم کی ضد** یعنی موسیٰ کے واپس آنے تک تو ہم اس سے ٹلتے نہیں اُن کے آنے پر دیکھا جائیگا جو کچھ مناسب معلوم ہوگا کریں گے

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا

کہا موسیٰ نے اے ہارون کس چیز نے روکا تجھ کو جب دیکھا تھا تو نے کہ وہ بہک گئے ﴿۹۲﴾ کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم ﴿۹۳﴾ وہ بولا اے میری ماں کے جنے

تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ

نہ پکڑ میری داڑھی اور نہ سر ﴿۹۴﴾ میں ڈرا کہ تو کہیگا پھوٹ ڈالدی تو نے بنی اسرائیل میں اور یاد نہ رکھی

Brought To You By www.e-iqra.info

مِنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ

پاؤں کے نیچے سے اُس بھیجے ہوئے کی پھر میں نے وہی ڈالدی اور یہی صلاح دی مجھ کو میرے جی نے ف۹۷ کہا موسیٰ نے دور ہو تیرے لئے زندگی بھر تو اتنی سزا ہے

اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ

کہ کہا کرے مت چھیڑو ف۹۸ اور تیرے واسطے ایک وعدہ ہے وہ ہرگز تجھ سے خلاف نہ ہوگا ف۹۹ اور دیکھ اپنے معبود کو جس پر تمام دن تو معتکف

عَاكِفًا ۭ لَّنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ

رہتا تھا ہم اس کو جلا دینگے پھر بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر ف۱۰۰ تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں سب چیز سما گئی ہے

شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ مَّنْ

اُسکے علم میں ف۱۰۱ یوں سناتے ہیں ہم تجھ کو اُنکے احوال جو پہلے گذر چکے ف۱۰۲ اور ہم نے دی تجھ کو اپنے پاس سے پڑھنے کی کتاب ف۱۰۳ جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾

منہ پھیر لے اُس سے سو وہ اٹھائیگا دن قیامت کے ایک بوجھ سدا رہیں گے اس میں اور بُرا ہے اُن پر قیامت میں وہ بوجھ اُٹھانیکا ف۱۰۴

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾

جس دن پھونکیں گے صور میں اور گھیر لائینگے ہم گناہگاروں کو اُس دن نیلی آنکھیں ف۱۰۵

(۹۳) **حضرت ہارون سے حضرت موسیٰ کی بازپُرس** | یعنی بس تم کو اپنا خلیفہ بنا کر اور حکم کر کے گیا تھا کہ میری غیبت میں ان کی اصلاح کرنا اور مفسدین کے راستہ پر نہ چلنا۔ پھر تمنے کیا اصلاح کی؟ کیوں اپنے موافقین کو ساتھ لے کر ان گوسالہ پرستوں کا سختی سے مقابلہ نہ کیا؟ اگر یہ نہ ہو سکتا تھا تو ان سے منقطع ہو کر میرے پاس کیوں نہیں چلے آئے؟ غرض تم نے ایسی صریح گمراہی کو دیکھ کر میرے طریق کار کی پیروی کیوں نہیں کی؟

(۹۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرط جوش میں ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے تھے۔ اس کی مفصل بحث سورہ اعراف کے فوائد میں گذر چکی۔

(۹۵) **حضرت ہارون کی معذرت** | یعنی میری سمجھ میں یہ ہی آیا کہ تمہارے آنے کا انتظار کرنا اس سے بہتر ہے کہ تمہارے پیچھے کوئی ایسا کام کروں جس سے بنی اسرائیل میں پھوٹ پڑ جائے۔ کیونکہ ظاہر ہے اگر مقابلہ یا انقطاع ہوتا تو کچھ لوگ میرے ساتھ ہوتے اور بہت سے مخالف رہتے۔ مجھے ڈر ہوا کہ تم آکر یہ الزام نہ دو کہ میرا انتظار کیوں نہ کیا؟ اور قوم میں ایسا تفرقہ کیوں ڈال دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ چلتے وقت موسیٰ ہارون کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو۔ اس لئے انہوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا۔ زبان سے البتہ سمجھایا وہ نہ سمجھے" بلکہ اُن کے قتل پر تیار ہونے لگے وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ۔

(۹۶) **سامری سے بازپُرس** | ادھر سے فارغ ہو کر موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو ڈانٹ بتلائی اور فرمایا کہ اب تو اپنی حقیقت بیان

ف۱ ہاتھ نہ لگانا۔ ف۲ پڑھنے کو

Brought To You By www.e-iqra.info

کر۔ یہ حرکت تو نے کس وجہ سے کی؟ اور کیا اسباب پیش آئے کہ بنی اسرائیل تیری طرف جھک پڑے۔

(۹۷) **حضرت جبریلؑ کے پاؤں تلے کی مٹی** | سامری نے کہا کہ مجھ کو ایک ایسی چیز نظر پڑی جو اوروں نے نہیں دیکھی تھی۔ یعنی خدا کے بھیجے ہوئے فرشتہ (جبریل) کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ شاید یہ اس وقت ہوا ہو جب بنی اسرائیل دریا میں گھسے اور پیچھے پیچھے فرعون کا لشکر گھسا اس حالت میں جبریل دونوں جماعتوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے تا ایک کو دوسرے سے ملنے نہ دیں۔ بہرحال سامری نے کسی محسوس دلیل سے یا وجدان سے یا کسی قسم کے تعارف سابق کی بناء پر سمجھ لیا کہ یہ جبریل ہیں اُن کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ وہ ہی اب سونے کے بچھڑے میں ڈال دی۔ کیونکہ اس کے جی میں یہ بات آئی کہ روح القدس کی خاک پائیں یقیناً کوئی خاص تاثیر ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے، اس میں مٹی پڑی برکت کی، حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ بن گیا کہ جاندار کی طرح کی روح اور آواز اُس میں ہو گئی۔ ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے، اسی سے بت پرستی بڑھتی ہے۔ (تنبیہ) آیت کی جو تفسیر اوپر بیان ہوئی۔ صحابہ و تابعین اور علمائے مفسرین سے یہ ہی منقول ہے بعض زائغین نے اُس پر جو طعن کئے ہیں اور آیت کی دور از صواب تاویلیں کی ہیں، اُن کا کافی جواب صاحب روح المعانی نے دیا ہے یہاں اس قدر بسط کا موقع نہیں۔ من شاء فلیراجعہ۔

(۹۸) **سامری کی سزا** | یعنی مجھے ہاتھ مت لگاؤ مجھ سے علیحدہ رہو، چونکہ اُس نے بچھڑے کا ڈھونگ بنایا تھا حُب جاہ و ریاست سے کہ لوگ اُس کے ساتھ ہوں اور سردار مانیں اُس کے مناسب سزا ملی کہ کوئی پاس نہ پھٹکے، جو قریب جائے وہ خود دور رہنے کی ہدایت کر دے۔ اور دنیا میں بالکل ایک ذلیل، اچھوت، اور وحشی جانور کی طرح زندگی گذارے۔

(۹۹) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ دنیا میں اسکو یہ ہی سزا ملی کہ لشکر بنی اسرائیل سے باہر الگ رہتا۔ اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے تو دونوں کو تپ چڑھتی، اسی لئے لوگوں کو دور دور کرتا۔ اور یہ جو فرمایا کہ ایک وعدہ ہے جو خلاف نہ ہوگا۔ شاید مراد عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا۔ وہ بھی یہود میں سامری کے فساد کی تکمیل کریگا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے، ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا "اسکی جنس کے لوگ نکلیں گے" وہ خارجی نکلے کہ اپنے پیشواؤں پر لگے اعتراض پکڑنے جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے ایسا ہی ہے۔

(۱۰۰) یعنی تیری سزا تو یہ ہوئی۔ اب تیرے جھوٹے معبود کی قلعی بھی کھولے دیتا ہوں جس بچھڑے کو تو نے خدا بنایا اور دن بھر وہاں دل جمائے بیٹھا رہتا تھا، ابھی تیری آنکھوں کے سامنے توڑ پھوڑ کر اور جلا کر راکھ کر دونگا۔ پھر راکھ کو دریا میں بہا دونگا۔ تا اُس کے پجاریوں کو خوب واضح ہو جائے کہ وہ دوسروں کو تو کیا نفع نقصان پہنچا سکتا۔ خود اپنے وجود کی بھی حفاظت نہیں کر سکتا۔

(۱۰۱) باطل کو مٹانے کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کو حق کی طرف بُلاتے جاتے ہیں۔ یعنی بچھڑا تو کیا چیز ہے کوئی بڑی سے بڑی چیز بھی معبود نہیں بن سکتی سچّا معبود تو وہ ہی ایک ہے۔ جس کے سوا کسی کی بندگی عقلاً و نقلاً و فطرۃً روا نہیں اور جس کا لامحدود علم ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔

(۱۰۲) **پچھلے واقعات سنانے کی حکمت** | یعنی موسیٰ و فرعون کی طرح اور بہت سی گذشتہ اقوام کے واقعات ہم تجھ کو اور تیرے ذریعہ سے تمام دنیا کو سناتے رہتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں مثلاً علم کی توفیر، معجزات کی تکثیر، پیغمبر اور مسلمانوں کی تسلی عقلمندوں کے لئے عبرت و تذکیر، اور معاندین کے حق میں تہدید و ترہیب کا سامان ہوتا ہے۔

(۱۰۳) یعنی قرآن کریم جو ان عبرت آموز واقعات و حقائق پر مشتمل ہے۔

(۱۰۴) یعنی اعراض و تکذیب سے جو گناہوں کا بوجھ قیامت کے دن اُن پر لادا جائیگا، کبھی ہلکا نہ ہوگا۔ ہمیشہ اس کے نیچے دبے رہیں گے۔ پھر اُس کا اُٹھانا کوئی ہنسی کھیل نہیں جب اُٹھائیں گے تو پتہ چلیگا کہ کیسے بُرے اور سخت بوجھ کے نیچے دبائے گئے ہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۰۵) **محشر میں مجرمین کی حالت** | یعنی محشر میں لائے جانے کے وقت اندھے ہونگے۔ یا شاید یوں ہی آنکھیں نیلی ہوں بدنمائی کے واسطے بہرحال اگر پہلے معنی لئے جائیں تو یہ ایک خاص وقت کا ذکر ہے۔ پھر آنکھیں کھول دی جائیں گی تاکہ دوزخ وغیرہ کو دیکھ سکیں وَرَاَی الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ الآیۃ (الکہف رکوع ۷) اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا (مریم رکوع ۲)

يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

چپکے چپکے کہتے ہونگے آپس میں تم نہیں رہے مگر دس دن ف۱۰۶ ہم کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہتے ہیں ف۱۰۷ جب بولیگا اُن میں اچھی

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ ع ۱۵ ۱۴

راہ روشن والا تم نہیں رہے مگر ایک دن ف۱۰۸ اور تجھ سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کا حال سو تو کہہ اُن کو بکھیر دیگا میرا رب اُڑا کر

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ

پھر کر چھوڑیگا زمین کو صاف[1] میدان نہ دیکھے تو اُس میں موڑ[2] اور نہ ٹیلا[3] ف۱۰۹ اُس دن پیچھے دوڑیں گے پکارتے

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا

والے کے ٹیڑھی نہیں جسکی بات ف۱۱۰ اور دب جائینگی آوازیں رحمٰن کے ڈر سے پھر تو نہ سُنے گا مگر کھسر پھسر کی آواز ف۱۱۱ اُس دن کام نہ

تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

آئیگی سفارش مگر جس کو اجازت دی رحمٰن نے اور پسند کی اس کی بات ف۱۱۲ وہ جانتا ہے جو کچھ ہے اُن کے آگے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾

اور پیچھے اور یہ قابو میں نہیں لا سکتے اُسکو دریافت کر کر ف۱۱۳

(۱۰۶) **دُنیا کی زندگی پر ندامت** | یعنی آخرت کا طول اور وہاں کے ہولناک احوال کی شدت کو دیکھ کر دنیا میں یا قبر میں رہنا اتنا کم نظر آئیگا کہ گویا ہفتہ عشرہ سے زیادہ نہیں رہے۔ بڑی جلدی دنیا ختم ہوگئی یہاں کے مزے اور لمبی چوڑی اُمیدیں سب بھول جائیں گے بیہودہ عمر ضائع کرنے پر ندامت ہوگی۔ یا شاید معذرت کے طور پر ایسا کہیں گے۔ یعنی دنیا میں بہت ہی کم ٹھہرنا ہوا۔ موقع نہ ملا کہ آخرت کے لئے کچھ سامان کرتے جیسے دوسری جگہ فرمایا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ الآیۃ (روم۔ رکوع ۶)

(۱۰۷) یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا۔ وہ آپس میں جو سرگوشیاں کریں گے ہم کو خوب معلوم ہیں۔

(۱۰۸) یعنی جو ان میں زیادہ عقلمند، صائب الرائے اور ہشیار ہوگا وہ کہے گا کہ میاں دس دن بھی کہاں؟ صرف ایک ہی دن سمجھو۔ اس کو زیادہ عقلمند اور اچھی راہ روش والا اس لئے فرمایا کہ دنیا کے زوال و فنا اور آخرت کی بقاء و دوام اور شدت ہول کو اُس نے دوسروں سے زیادہ سمجھا۔

(۱۰۹) **قیامت کے دن پہاڑوں کی حالت** | یعنی قیامت کے ذکر پر منکرین حشر استہزاءً کہتے ہیں کہ ایسے ایسے سخت اور عظیم الشان پہاڑوں کا کیا حشر ہوگا؟ کیا یہ بھی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے؟ اُس کا جواب دیا کہ حق تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے سامنے پہاڑوں کی کیا

[1] چٹیل [2] کجی [3] اونچان

Brought To You By www.e-iqra.info

حقیقت ہے ان سب کو ذراسی دیر میں کوٹ پیس کر ریت کے ذرات اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہوا میں اڑا دیا جائیگا اور زمین بالکل صاف وہموار کر دیجائیگی جس میں کچھ اونچ نیچ نہ رہے گی پہاڑوں کی رکاوٹیں ایک دم میں صاف کر دیجائیں گی۔

(۱۱۰) یعنی جدھر فرشتہ آواز دیگا یا جہاں بلائے جائیں گے سیدھے تیر کی طرح اُدھر دوڑے جائیں گے۔ نہ بلانے والے کی بات ٹیڑھی ہوگی اور نہ دوڑنے والوں میں کچھ ٹیڑھا ترچھا پن رہیگا۔ کاش یہ لوگ دنیا میں اللہ کے داعی کی آواز پر اسی طرح سیدھے جھپٹتے تو وہاں کام آتا۔ پر یہاں اپنی بدبختی اور کجروی سے ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتے رہے۔

(۱۱۱) رحمٰن کے ڈر سے آوازوں کا پست ہونا یعنی محشر کی طرف چلنے کی کھسکھساہٹ کے سوا اُس وقت رحمان کے خوف وہیبت کے مارے کسی کی آواز نہ سنائی دیگی، اگر کوئی کچھ کہیگا بھی تو اس قدر آہستہ جیسے کانا پھوسی کرتے ہوں۔

(۱۱۲) کوئی سفارش کام نہیں آئیگی یعنی اُس کی سفارش چلے گی جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سفارش کی اجازت ملے اُس کا بولنا خدا کو پسند ہو۔ اور بات ٹھکانے کی کہے اور ایسے شخص کی سفارش کرے جس کی بات (لا الٰہ الا اللہ) خدا کو پسند آچکی ہے کافر کے حق میں کوئی سعی سفارش نہیں چلے گی۔

(۱۱۳) یعنی خدا کا علم سب کو محیط ہے لیکن بندوں کا علم اُس کو یا اس کی معلومات کو محیط نہیں۔ اس لئے وہ ہی اپنے علم محیط سے جانتا ہے کہ کس کو کس کے لئے شفاعت کا موقع دینا چاہیئے۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

اور رگڑتے ہیں منہ آگے اس جیتے ہمیشہ رہنے والے کے ف۱۱۴ اور خراب ہوا جس نے بوجھ اُٹھایا ظلم کا ف۱۱۵ اور جو کوئی کرے کچھ بھلائیاں

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ

اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو سو اُس کو ڈر نہیں بے انصافی کا اور نہ نقصان پہنچنے کا ف۱۱۶ اور اسی طرح اُتارا ہم نے قرآن عربی زبان کا اور پھیر پھیر کر سنائی ہمنے

مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ

اُس میں ڈرانے کی باتیں تاکہ وہ پرہیز کریں یا ڈالے اُن کے دل میں سوچ ف۱۱۷ سو بلند درجہ اللہ کا اُس سچے بادشاہ کا ف۱۱۸ اور تو جلدی نہ کر

بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى

قرآن کے لینے میں جب تک پورا نہ ہو چکے اُس کا اُترنا اور کہہ اے رب زیادہ کر میری سمجھ ف۱۱۹ اور ہم نے تاکید کر دی تھی آدم

اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ ع ۱۱ ۱۵

کو اُس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہمنے اسمیں کچھ ہمت ف۱۲۰ اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ میں گر پڑے مگر

اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ

نہ مانا ابلیس نے پھر کہہ دیا ہمنے اے آدم یہ دشمن تیرا ہے اور تیرے جوڑے کا سو نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو پڑ جائے

فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾

تکلیف میں ف۱۲۱ تجھ کو یہ ملا ہے کہ نہ بھوکا ہو تو اُس میں اور نہ ننگا اور یہ کہ نہ پیاس کھینچے تو اس میں اور نہ دھوپ ف۱۲۲

۱ زندہ۔ ۲ ڈریں۔ ۳ ہو جایا کرے۔ ۴ پختگی ۵ عورت۔ ۶ جھیلے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۱۴) **متکبرین کے سر جھک جائیں گے** یعنی اس روز بڑے بڑے سرکش متکبروں کے سر بھی علانیہ اُسی حی وقیوم کے سامنے ذلیل قیدیوں کی طرح جھکے ہوں گے جنہوں نے کبھی خدا کے آگے پیشانی نہ ٹیکی تھی اس وقت بڑی عاجزی سے گردن جھکائے چلے آئیں گے۔

(۱۱۵) یعنی ظالم کا حال کچھ نہ پوچھو کیسا خراب ہوگا۔ ظلم کے لفظ میں شرک اور دوسرے معاصی بھی داخل ہیں جیسے فرمایا "اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (لقمان رکوع ۲) اور وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الخ (آل عمران رکوع ۱۴) ہر ایک ظالم کی خرابی اُس کے درجہ ظلم کے موافق ہوگی۔

(۱۱۶) بے انصافی یہ کہ کوئی نیکی ضائع کر دیجائے یا ناکردہ گناہ پکڑا جائے۔ اور نقصان پہنچنا یہ کہ استحقاق سے کم بدلہ دیا جائے۔

(۱۱۷) **قرآن کریم کی تنبیہ صاف ہے** یعنی جیسے یہاں محشر کے احوال اور نیک و بد کے نتائج صاف صاف سنا دیے اسی طرح ہم نے پورا قرآن صاف زبان عربی میں نازل کیا۔ تا جو لوگ اس کے اولین مخاطب ہیں اس کو پڑھ کر خدا سے ڈریں اور تقوے کی راہ اختیار کریں، اور اتنا نہ ہو تو کم از کم ان کے دلوں میں اپنے انجام کی طرف سے کچھ سوچ تو پیدا ہو جائے ممکن ہے یہ ہی سوچ اور غور و فکر آگے بڑھتے بڑھتے ہدایت پر لے آئے۔ اور اُن کے ذریعہ سے دوسروں کو ہدایت ہو۔

(۱۱۸) جس نے ایسا عظیم الشان قرآن اُتارا، اور اپنی رعایا کو ایسی سچی اور کھری باتیں ان کے فائدے کے لئے سنائیں۔

(۱۱۹) **آنحضرتؐ کو ایک دعا کی تعلیم** یعنی جب قرآن ایسی مفید و عجیب چیز ہے تو جس طرح ہم اس کو بتدریج آہستہ آہستہ اُتارتے ہیں، تم بھی اس کو جبریل سے لینے میں جلدی نہ کیا کرو۔ جس وقت فرشتہ وحی پڑھ کر سنائے تم عجلت کر کے اُس کے ساتھ ساتھ نہ پڑھو ہم ذمہ لے چکے ہیں کہ قرآن تمہارے سینہ سے نکلنے نہ پائے گا۔ پھر اس فکر میں کیوں پڑتے ہو کہ کہیں بھول نہ جاؤں اس فکر کے بجائے یوں دعاء کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ قرآن کی اور زیادہ سمجھ اور بیش از بیش علوم و معارف عطا فرمائے۔ دیکھو آدم نے ایک چیز میں بے موقع تعجیل کی تھی اس کا انجام کیا ہوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے کہ "جبریل جب قرآن لاتے حضرت اُنکے پڑھنے کے ساتھ آپ بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاؤں، اس کو پہلے منع فرمایا تھا۔ سورہ قیامت میں "لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" اور تسلی کر دی تھی کہ اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ہمارے ذمہ ہے۔ لیکن بندہ بشر ہے، شاید بھول گئے ہوں اس لئے پھر اس آیت سے تقید کیا۔ اور بھولنے پر آگے مثل بیان فرمائی آدم کی"۔

(۱۲۰) **حضرت آدمؑ کی بھول** وہ ہی جو دانہ کھا لیا تھا۔ بھول گئے، یعنی قائم نہ رہے آگے اس قصہ کی قدرے تفصیل ہے۔

(۱۲۱) ظاہر ہے بہشت کا آرام دوسری جگہ کہاں مل سکتا ہے۔ آخر کھانے پہننے، رہنے سہنے کی تدبیریں کرنی پڑینگی۔

(۱۲۲) انسان کی یہ ہی بڑی ضرورتیں ہیں، کھانا، پینا، پہننا اور رہنے کے لئے مکان جس میں دھوپ بارش کا بچا ہو، جنت میں اس طرح کی کوئی تکلیف نہیں۔ ہر طرح راحت ہی راحت ہے ع بہشت آنجا کہ آزارے نباشد۔ یہاں راحت کا ذکر نہیں کیا۔ صرف تکلیفوں کی نفی کی شاید متنبہ کرنے کے لئے کہ یہاں سے نکلے تو ان سب چیزوں کی تکلیف اُٹھاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا

پھر جی میں ڈالا اُسکے شیطان نے کہا اے آدم میں بتاؤں تجھ کو درخت سدا زندہ رہنے کا اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو ﴿۱۲۱﴾ پھر دونوں نے

مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۛ وَعَصٰٓى اٰدَمُ

کھا لیا اُسمیں سے پھر کھل گئیں اُن پر اُنکی بری چیزیں اور لگے گا نٹھنے اپنے اوپر پتے بہشت کے ﴿۱۲۲﴾ اور حکم ٹالا آدم نے

Brought To You By www.e-iqra.info

رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا

اپنے رب کا پھر راہ سے بہکا پھر نواز دیا اُس کو اُسکے رب نے پھر متوجہ ہوا اُس پر اور راہ پر لایا ف۱۲۵ فرمایا اُترو یہاں سے دونوں اکٹھے ف۱۲۶

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾

رہو ایک دوسرے کے دشمن ف۱۲۶ پھر اگر پہنچے تم کو میری طرف سے ہدایت ف۱۲۷ پھر جو چلا میری بتلائی راہ پر سو نہ وہ بہکے گا اور نہ وہ تکلیف پائیگا ف۱۲۸

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ

اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اُس کو ملنی ہے گذران تنگی کی ف۱۲۹ اور لاینگے ہم اُس کو دن قیامت کے اندھا ف۱۳۰ وہ کہیگا اے رب

لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ

کیوں اٹھایا تو مجھ کو اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا ف۱۳۱ فرمایا یونہی پہنچی تھیں تجھ کو ہماری آیتیں پھر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو

تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ

بھلا دینگے ف۱۳۲ اور اسی طرح بدلہ دینگے ہم اُس کو جو حد سے نکلا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر ف۱۳۳ اور آخرت کا عذاب سخت ہے اور بہت باقی

وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

رہنے والا ف۱۳۴ سو کیا اُن کو کچھ نہ آئی اس بات سے کہ کتنی غارت کر دیں ہم نے اُن سے پہلے جماعتیں یہ لوگ پھرتے ہیں اُنکی جگہوں میں ف۱۳۵ اس میں خوب نشانیاں ع ۱۳ ۱۶

لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾

ہیں عقل رکھنے والوں کو اور اگر نہ ہوتی ایک بات کہ نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو ضرور ہو جاتی مٹھ بھیڑ اور اگر نہ ہوتا وعدہ مقرر کیا ہوا ف۱۳۶

(۱۲۳) **حضرت آدمؑ کو شیطان کا اغواء** یعنی ایسا درخت بتاؤں جس کے کھانے سے کبھی موت نہ آئے اور لازوال بادشاہت ملے

(۱۲۴) یہ سب قصہ سورہ اعراف وغیرہ میں مفصل گذر چکا ہے۔ وہاں کے فوائد میں ہم اس کے اجزاء پر نہایت کافی وشافی کلام کر چکے ہیں۔

(۱۲۵) یعنی جب حکم الٰہی کے امتثال میں غفلت وکوتاہی ہوئی تو اپنی شان کے موافق عزم واستقامت کی راہ پر ثابت قدم نہ رہے اسی کو غوایت وعصیان سے تعبیر فرمایا ہے بقاعدہ "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ" اس کی بحث بھی پہلے گزر چکی۔ یعنی شیطان کا تسلط نہیں ہونے دیا، بلکہ فوراً توبہ کی توفیق بخشی، خلعت قبول سے نوازا، اور بیش از بیش مہربانی سے اُسکی طرف متوجہ ہوا اور اپنی خوشنودی کے راستہ پر قائم کر دیا۔

(۱۲۶) **جنّت سے نکلنے کا حکم** اگر یہ خطاب صرف آدم وحوّا کو ہے تو یہ مراد ہوگی کہ اُن کی اولاد آپس میں ایک دوسرے کی دشمن رہے گی۔ جیسا رفاقت کر کے گناہ کیا تھا اس رفاقت کا بدلہ یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی۔ اور اگر خطاب آدم وابلیس کو ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ دونوں کی ذرّیت میں یہ دشمنی برابر قائم رہے گی۔ شیاطین ہمیشہ بنی آدم کو ضرر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

(۱۲۷) یعنی نبیوں اور کتابوں کے ذریعہ سے۔

(۱۲۸) یعنی نہ جنت کے راستہ سے بہکیگا نہ اُس سے محروم ہو کر تکلیف اُٹھائیگا۔ جس وطن اصلی سے نکل کر آیا تھا، بے کھٹکے پھر وہیں جا پہنچے گا۔

لہ ایک ساتھ سہ گھمسان۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۲۹) **اللہ سے غفلت دنیوی زندگی میں تنگی لاتی ہے** جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلہ مقصود سمجھ بیٹھا ہے، اُس کی گذران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اُس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص، ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا، موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے۔ کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑپتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آکر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں۔ نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدون یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" لیکن "ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نچشی"۔ بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنک" کے معنی لئے ہیں وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخر کار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے۔ جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو۔ اُسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے "مَعِيْشَةً ضَنْكًا" سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے۔ یعنی قیامت سے پہلے اُس پر سخت تنگی کا ایک دور آئیگا جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دیجائے گی "معیشۃ ضنک" کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہ نے کی ہے بلکہ بزار نے باسناد جید ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہرحال "مَعِيْشَةً ضَنْكًا" کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم

(۱۳۰) **حشر میں اندھا اٹھایا جائیگا** یعنی آنکھوں سے اندھا کر کے محشر کی طرف لایا جائیگا۔ اور دل کا بھی اندھا ہوگا کہ کسی حجت کی طرف رستہ نہ پائیگا۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں کھولدی جائیں گی۔ تا دوزخ وغیرہ احوال محشر کا معائنہ کرے۔

(۱۳۱) یعنی جو کافر دنیا میں ظاہری آنکھیں رکھتا تھا تعجب سے سوال کرے گا کہ آخر مجھ سے کیا قصور ہوا جو آنکھیں چھین لی گئیں۔

(۱۳۲) یعنی دنیا میں ہماری آیات دیکھ سُن کر یقین نہ لایا نہ اُن پر عمل کیا۔ ایسا بھولا رہا کہ سب سنی اَن سنی کر دی۔ آج اُسی طرح تجھ کو بھلا یا جا رہا ہے۔ جیسے وہاں اندھا بنا رہا تھا، یہاں اُسی کے مناسب سزا ملنے اور اندھا کر کے اُٹھائے جانے پر تعجب کیوں ہے۔

(۱۳۳) یعنی اسی طرح ہر ایک مجرم کو اُس کے مناسب حال سزا دیجائیگی۔

(۱۳۴) اس لئے بڑی حماقت ہوگی کہ یہاں کی تکلیف سے گھبرائیں اور وہاں کے عذاب سے بچنے کی فکر نہ کریں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی یہ عذاب اندھا ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ"۔

(۱۳۵) **تاریخ سے عبرت** یعنی آخرت میں جو سزا ملے گی اگر اُس پر یقین نہیں آتا تو کیا تاریخی واقعات سے بھی سبق حاصل نہیں کرتے ان ہی مکہ والوں کے آس پاس کتنی قومیں اپنے کفر و طغیان کی بدولت تباہ کی جا چکی ہیں جن کے افسانے لوگوں کی زبان پر باقی ہیں اور جن میں سے بعض کے کھنڈرات پر ملک شام وغیرہ کا سفر کرتے ہوئے خود ان کا گذر بھی ہوتا ہے۔ جنہیں دیکھ کر اُن غارت شدہ قوموں کی یاد تازہ ہو جانا چاہئے کہ کسی طرح انہی مکانوں میں چلتے پھرتے ہلاک کر دیے گئے۔

(۱۳۶) **اللہ کے ڈھیل دینے کی مصلحت** یعنی حق تعالیٰ کی رحمت غضب پر سابق ہے۔ اسی لئے مجرم کو دیر تک اصلاح کا موقع دیتے ہیں اور پوری طرح اتمام حجت کے بدون ہلاک نہیں کرتے۔ بلکہ اس اُمت کے متعلق تو یہ بھی فرما دیا ہے۔ "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ الخ" اور اپنی خاص مہربانی سے عذاب عام مستاصل کو اس اُمت سے اُٹھا لیا ہے۔ یہ بات ہے جو تیرے رب کی طرف سے نکل چکی اگر یہ نہ ہوتی اور ہر ایک مجرم قوم کے عذاب کا ایک خاص وقت مقرر نہ ہوتا تو لازمی طور پر ان کو عذاب آگھیرتا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کیونکہ ان کا کفر و شرارت اسی کو مقتضی ہے کہ فوراً ہلاک کر دیے جائیں۔ صرف مصالح مذکورہ بالا مانع ہیں جن سے اس قدر توقف ہو رہا ہے۔ آخر قیامت میں عذاب عظیم کا مزا چکھنا پڑیگا۔ اور جب وقت آئیگا تو دنیا میں بھی اُس گھمسان کا نمونہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ بدر میں مسلمانوں سے مُڈبھیڑ ہوئی تو تھوڑا سا نمونہ دیکھ لیا۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ

سو تو سہتا رہ جو وہ کہیں ف۱۳۷ اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے ف۱۳۸ اور کچھ

اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا

گھڑیوں میں رات کی پڑھا کر ف۱۳۹ اور دن کی حدوں پر ف۱۴۰ شاید تو راضی ہو ف۱۴۱ اور مت پسار اپنی آنکھیں اُس چیز پر جو فائدہ[2] اٹھانے کو دی ہم نے ان

مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

طرح طرح کے لوگوں کو رونق دنیا کی زندگی کی اُن کے جانچنے کو اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہتر ہے اور بہت باقی رہنے والی ف۱۴۲ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ

اور خود بھی قائم رہ اُس پر ف۱۴۳ ہم نہیں مانگتے تجھ سے روزی ہم روزی دیتے ہیں تجھ کو اور انجام بھلا ہے پرہیزگاری کا ف۱۴۴ اور لوگ کہتے ہیں یہ کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس

مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ

کوئی نشانی اپنے رب سے ف۱۴۵ کیا پہنچ نہیں چکی اُن کو نشانی اگلی کتابوں میں کی ف۱۴۶ اور اگر ہم ہلاک کر دیتے اُن کو کسی آفت میں اس سے پہلے

لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ

تو کہتے اے رب کیوں نہ بھیجا ہم تک کسی کو پیغام دیکر کہ ہم چلتے تیری کتاب[3] پر ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تو کہہ ہر کوئی راہ دیکھتا ہے

فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

سو تم بھی راہ دیکھو آئندہ جان لوگے کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے راہ پائی ف۱۴۷

(۱۳۷) **صبر کی تلقین** یعنی عذاب اپنے وقت پر ہو کر رہے گا۔ تاخیر و امہال کو دیکھ کر یہ لوگ جو کچھ بکیں بکنے دو۔ آپ فی الحال ان کی باتوں کو سہتے رہیے اور صبر و سکون سے آخری نتیجہ کا انتظار کیجیے۔ ان کے کلمات کفر پر حد سے زیادہ مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں

(۱۳۸) **فجر اور عصر کی نمازیں** یہ فجر اور عصر کی نمازیں ہوئیں۔ یعنی احمقوں اور شریروں کی باتوں پر دھیان نہ کرو۔ صبر و سکون کے ساتھ اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو۔ کیونکہ خدا کی مدد صبر و صلوٰۃ دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ"

(۱۳۹) **مغرب اور عشاء کی نمازیں** اس میں مغرب و عشا بلکہ بعض تفاسیر کے موافق نماز تہجد بھی داخل ہے۔

(۱۴۰) **ظہر کی نماز** یہ ظہر کی نماز ہوئی، کیونکہ اس وقت دن کے نصف اوّل اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔ بلکہ صحاح و قاموس وغیرہ میں تصریح کی ہے کہ "طرف"، "طائفۃ من الشیٔ"، یعنی کسی شے کے حصّہ کو کہتے ہیں۔ خاص حد اور کنارہ کے معنی نہیں۔ اس صورت میں نہار کو جنس مان کر ہر دن کا ایک خاص حصّہ مراد ہو سکتا ہے جہاں دن کی تنصیف ہوتی ہے۔

[1] ڈوبنے۔ [2] تاکہ۔ [3] برتنے کو۔ [4] کلام۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۱۴۱) یعنی ایسا طرزِ عمل رکھو گے تو ہمیشہ دنیا و آخرۃ میں راضی رہو گے۔ اس عمل کا بڑا بھاری اجر ملیگا اور اُمّت کی مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش ہوگی آخرت میں آپ کی سفارش سے جسے دیکھ کر آپ خوش ہونگے۔

(۱۴۲) **کفّار کے اسبابِ عیش پر نظر نہ کیجئے** یعنی دنیا میں قسم قسم کے کافروں مثلاً یہود، نصاریٰ، مشرکین، مجوس وغیرہ کو ہم نے عیش و تنعم کے جو سامان دیے ہیں اُن کی طرف آپ کبھی آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھئے (جیسے اب تک نہیں دیکھا) یہ محض چند روزہ بہار ہے جس کے ذریعہ سے ہم ان کا امتحان کرتے ہیں کہ کون احسان مانتا ہے اور کون سرکشی کرتا ہے جو عظیم الشان دولت حق تعالیٰ نے (اے پیغمبر!) آپ کے لئے مقدر کی ہے مثلاً قرآن کریم، منصب رسالت، فتوحات عظیمہ، رفع ذکر، اور آخرت کے اعلیٰ ترین مراتب اس کے سامنے ان فانی اور حقیر سامانوں کی کیا حقیقت ہے۔ آپ کے حصّہ میں جو دولت آئی وہ ان کی دولتوں سے کہیں بہتر ہے اور بذاتِ خود یا اپنے اثر کے اعتبار سے ہمیشہ باقی رہنے والی ہے بہرحال آپ نہ ان کی تکذیب و اعراض سے مضطرب ہوں نہ ان کے ساز و سامان اور مال و دولت کی طرف نظر التفات اٹھائیں۔

(۱۴۳) **نماز کی تاکید** یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہئے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ۔ جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ۔

(۱۴۴) **کسبِ معاش اور نماز** دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کماتے ہیں۔ وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کو روزی آپ دیتا ہے (کذا فی الموضح) غرض ہماری نماز سے اُس کا کچھ فائدہ نہیں، البتہ ہمارا فائدہ ہے کہ نماز کی برکت سے بے غائلہ روزی ملتی ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" (طلاق رکوع ۱) اسی لئے اگر فرض نماز اور کسبِ معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا کہ کسبِ معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو۔ نماز بہرحال ادا کرنی ہے۔ روزی پہنچانے والا وہ ہی خدا ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں۔ الحاصل کسبِ معاش کے اُن ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں۔ انسان کو چاہئے کہ پرہیزگاری اختیار کرے۔ انجام کار دیکھ لیگا کہ خدا کس طرح اس کی مدد کرتا ہے۔

(۱۴۵) یعنی کوئی ایسی کھلی نشانی کیوں نہیں دکھلاتے جس کے بعد ہم کو انکار کی گنجائش ہی نہ رہے۔ ورنہ اس روز روز کی تہدید و تخویف سے کیا فائدہ۔

(۱۴۶) **کفّار کا مطالبہ معجزات** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے رسول آخر الزّماں کی۔ یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کافی ہے۔ یہ پیغمبر بھی اصولاً اُن ہی باتوں کا تقید کرتا ہے۔ کوئی انوکھی بات نہیں کہتا۔ یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق واقعات بیان کرتا ہے" اور بہترین تفسیر میرے نزدیک وہ ہے جو ابن کثیر وغیرہ نے اختیار کی۔ یعنی یہ لوگ ہٹ دھرمی سے کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہیں لایا۔ کیا اور سینکڑوں نشانات کے علاوہ سب سے بڑا عظیم الشان یہ قرآن اُن کے پاس نہیں آچکا جو اگلی کتابوں کے ضروری مضامین کا محافظ اور اُن کی صداقت کے لئے بطور حجت اور گواہ کے ہے اور جس کا اعجاز آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (عنکبوت۔ رکوع ۵)

(۱۴۷) **آنحضرت کی بعثت کفّار کیلئے حجت ہے** یعنی ایسا عظیم الشان نشان دیکھنے کے بعد تو کہتے ہیں کہ کوئی نشان کیوں نہ لایا۔ اور فرض کرو ہم یہ نشان نہ دکھاتے یعنی قرآن نازل نہ کرتے، بس انزال کتاب اور ارسال رسول سے پہلے ہی کفرو

Brought To You By www.e-iqra.info

شرک کی سزا میں اُن کو دھر گھسیٹتے، تو شور مچاتے کہ صاحب! سزا دینے سے پیشتر ہمارے پاس کوئی کتاب اور سمجھانے والا تو بھیجنا تھا کہ ہم کو ذلّت و رسوائی اٹھانے سے قبل آگاہ کر دیتا۔ پھر دیکھتے کہ ہم آپ کے کہنے پر کیسا چلتے۔ غرض قرآن نہ آتا تو یوں کہتے اب آیا تو اُسے چھوڑ کر دوسری من گھڑت نشانیوں کا مطالبہ کرنے لگے۔ ان کا مقصود ہدایت حاصل کرنا ہی نہیں۔ فضول حیلے بہانے تراشتے رہتے ہیں۔ سو خیران سے کہہ دو کہ ہم اور تم دونوں انتظار کرتے ہیں کہ عنقریب پردہ غیب سے کیسا مستقبل سامنے آتا ہے اُس وقت سب حقیقت آشکارا ہو جائیگی کہ کس جماعت کا راستہ سیدھا ہے؟ اور کون اُس راستہ پر ٹھیک چل رہا ہے؟ تم سورہ طٰہٰ بتوفیقہ وعونہ فللہ الحمد اولاً و آخراً۔ وعلیٰ نبیہ الصلوٰۃ والتسلیم وافراً متکاثراً۔

Brought To You By www.e-iqra.info